



# حضرت محمد ﷺ

## اسوہ حسنہ اور ہماری زندگی!

Calendar

2015

عیسیٰ کیلنڈر  
مروجہ کیلنڈر کی حقیقت کیا ہے؟



### دہشت گردی

کے خلاف حکومت کے مجوزہ  
لائحہ عمل اور سفارشات کی  
حمایت کرتے ہیں۔

## دعوت و تبلیغ۔۔۔ ایک پیغمبرانہ کام!

قرآن و سنت  
کی روشنی میں

- چوری کا مال خریدنا۔۔۔؟؟
- نگران وقف کے اخراجات۔۔۔؟؟
- شادی سے پہلے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل۔۔۔؟؟

امیر محترم پروفیسر سید ساجد میر حفظہ اللہ



## درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

## اطاعت رب کریم

ارشاد باری: ﴿قَالَ لَهُمُ اللَّهُ وَاجِدُوا فَكُلُوا﴾ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿١﴾ (الحج)  
 ”تمہارا معبود تو ایک ہی معبود ہے۔ لہذا تم اسی کی اطاعت میں رہو۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی زندگی اور دنیا میں اس کے آنے کا مقصد متعین کر دیا ہے اور وہ اللہ کی عبادت اور اسی کی بندگی اختیار کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ کی اطاعت میں آنے کا شعور انسانوں کے ذہنوں میں اگر بیدار ہو جائے تو پھر ان کے تمام امور زندگی ایک نظام کے تابع ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اسی اسلوب دعوت کو اپنایا تھا اور سب سے پہلے لوگوں کو اللہ کی وحدانیت اور اس کی بندگی اختیار کرنے کی دعوت دی تھی اور اسی اسلوب پر کار بند رہنے کا اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سبق دیا تھا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں اسی بات کی تلقین فرمائی تھی کہ تم اہل کتاب کو پہلے اللہ کی عبادت کی دعوت دینا اور اس عقیدے کے راسخ ہو جانے کے بعد انہیں معاملات زندگی میں شرعی رہنمائی دینا۔ قرآن کی دعوت کا بھی یہی اسلوب ہے کہ پہلے اصول اور بنیادوں کو قائم اور مستحکم کیا جائے اور پھر فروعی عبادات و معاملات کی دعوت دی جائے۔ بندگی رب کو اپنالینے اور اپنے آپ کو اللہ رب العالمین کے حوالے کر دینے میں ہی انسان کی کامیابی ہے۔

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَّقِ اللَّهَ فَوَلَّيْكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ (النور)  
 ”اور جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا اور اس کی نافرمانی سے بچے گا تو ایسے لوگ با براد ہیں۔“

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی اللہ نے سب سے پہلے اپنا فرمانبردار بننے کا ہی حکم صادر فرمایا تھا:

﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (البقرة)

”جب اُن (حضرت ابراہیم علیہ السلام) سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ ”فرمانبردار بن جاؤ۔“ وہ بولے کہ ”میں فرمانبردار ہوں سارے جہانوں کے پروردگار کا۔“  
 نبی کریم ﷺ کو بھی رب تعالیٰ کی اطاعت میں ہی رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔

﴿وَأَمَرْتُ أَنْ أَسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (المومن)

”مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کا تابع فرمان ہو جاؤں۔“  
 اور مسلمانوں کو بھی یہی ہدایت فرمائی کہ:

﴿فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا﴾ (الجن)

”اور جس کسی نے بھی اللہ کی فرمانبرداری اختیار کی تو اس نے راہ راست کو پایا۔“

## درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

## زبان کی حفاظت اور عمدہ گفتگو

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ، لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ." (متفق عليه)]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”کوئی بندہ اللہ کی رضامندی کا کوئی ایسا بول بولتا ہے جس کی عظمت کا اسے علم نہیں ہوتا“ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی بنا پر اس کے درجے بلند کرتا ہے اور کوئی بندہ اللہ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ بول دیتا ہے جس کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا وہ کلمہ اسے جہنم میں گرا دیتا ہے۔“

زبان کی حفاظت کے بارے میں کتاب و سنت سے بڑی عمدہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ مذکور بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے درست اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے گفتگو کرنے والے کو درجات کی بلندی کی نوید سنائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والی باتیں کرنے والے کو جہنم میں ڈالے جانے کی خبر دی ہے۔ بات کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ میں جو بات کر رہا ہوں اس کے نتائج کیا ہوں گے اور نتائج کی پرواہ کیے بغیر جو بات زبان پر آئی کہہ دی وہ شخص دنیا میں بھی رسوا ہوتا ہے اور آخرت میں عذاب اس کا مقدر بن جائے گا۔ لہذا جو بات کی جائے ناپ تول کر کی جائے یہی زبان کی حفاظت ہے۔ زبان کی حفاظت کرنے والا انسان کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔ جبکہ غیر شائستہ اور غیر محتاط گفتگو کرنے والے پر کوئی اعتماد نہیں کرتا اور نہ ہی معاشرے میں اس کی عزت ہوتی ہے۔ انسان کی گفتگو اس کے اخلاق کردار اور شخصیت کی آئینہ دار ہوتی ہے اسی بنا پر اسلام نے زبان کی حفاظت کرنے کی تاکید کی ہے، عمدہ گفتگو دلوں پر اثر کرتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی بات کریں بھلائی اور خیر خواہی کی بات کریں یا پھر خاموش رہیں اس لیے کہ خاموشی بھی عبادت ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ صَمَتَ دَجًا] یعنی ”جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی۔“ زبان کی حفاظت کرنے سے انسان جھوٹ، بہتان، غیبت، الزام جیسے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور عمدہ گفتگو کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی بنا پر لوگ آپ ﷺ کے حلقہ احباب میں شامل ہوتے رہے اور تھوڑی ہی مدت میں پورے جہان پر چھا گئے۔ امت محمدیہ کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے اور گفتگو میں نرمی پیدا کرے تاکہ جہنم کے گڑھے میں گرنے کی بجائے درجات کی بلندی حاصل کرے۔ عمدہ گفتگو انسان کی عظمت کی دلیل ہے۔ ہجرت حبشہ کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شاہ حبش کے دربار میں جو گفتگو کی اس کے نتیجے میں اسے اسلام کی مسیحائی کا علم ہوا اور اس نے مہاجرین کو پناہ دی اور انہیں مکہ والوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ عمدہ گفتگو انسان کا زیور ہے اس زیور کی حفاظت کی جائے۔

## مدارس کو بدنام نہ کیا جائے!

بڑے انفسوس کی بات ہے کہ آج کل مختلف حلقوں میں دینی مدارس کے خلاف سازشیں کی جا رہی ہیں۔ امیر محترم پروفیسر سینیئر ساجد میر رحمۃ اللہ علیہ نے اخباری بیان میں کہا ہے کہ ”دہشت گردی کی آڑ میں دینی مدارس کو بدنام نہ کیا جائے۔ وفاق المدارس کا ایک مدرسہ بھی دہشت گردی میں ملوث ثابت ہو جائے تو ہم خود بند کر دیں گے۔“

اس مقام پر ہم دینی مدارس کی اہمیت کو اسلام کی روشنی میں بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اسلام نے ہر مسلمان مرد و زن پر علم کا حصول ضروری قرار دیا ہے۔ علم کی بدولت ہی انسان کو اشرف المخلوقات کا اعزاز حاصل ہوا اور مسعود ملائکہ ٹھہرا۔ اسلام میں علم کے حصول اور پڑھنے کی اہمیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی اولین آیات ان ہدایات سے مزین ہو کر نازل ہوئیں کہ ﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ.....﴾ الخ یعنی اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے کائنات کو پیدا کیا اور گوشت کے ایک ٹوٹے کو انسانی شکل عطا کی۔ پڑھ تیرا رب بڑا فیاض ہے جس نے قلم کی وساطت سے علم پھیلایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جس سے وہ نا آشنا تھا۔

دور حاضر میں قلم کا تذکرہ کوئی انوکھی بات نہیں لیکن جس زمانے میں ہادی کائنات ﷺ کی ہشت ہوئی عرب کے لوگ قلم کو ہاتھ لگانا بھی عار سمجھتے تھے۔ مکہ مکرمہ کی پوری آبادی میں صرف سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسلام کے فیضان سے حصول علم کا رواج اس قدر تیزی سے پھیلنا کہ تھوڑی ہی مدت میں عرب کے صحرائیں کاروان علم کے رہبر بن گئے اور علم و آگہی کی ایسی قدلیں روشن کیں جن سے جہالت کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ پھر ایسا دور بھی آیا کہ تلاش و جستجو اور تحقیق و تدقیق کے میدان میں اہل عرب گوئے سبقت لے گئے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز یہی ہے کہ وہ عربوں کے ہزار سالہ علوم و فنون کو بنیاد بنا کر آگے بڑھے اور تین چار صدیوں میں علم و حکمت کے آفتاب بن گئے۔ آج اگر ہم زندگی کی دوڑ میں کئی منزلیں پیچھے رہ گئے ہیں تو قصور تقدیر کا نہیں تدبیر کا ہے۔ ہم نے علم و آگہی، تحقیق و جستجو کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنے کا چلن اپنا لیا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔

کس طرح ہوا کند تیرا نشر تحقیق ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستلوں کے جگر چاک

اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی تعلیم ہی اصل اور حقیقی تعلیم ہے جس کا تعلق ایسے ازلی وابدی حقائق اور صحیح ترین علوم و معارف سے ہے جس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کی ہمہ صفت ذات پاک ہے اور یہ تعلیم اللہ تعالیٰ کی ہدایات وارشادات اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی تشریحات و توضیحات کا عکس جمیل ہے۔ دینی تعلیم کے سرچشمے قرآن و حدیث کے حقائق جو دائمی وابدی اور ناقابل تغیر ہیں۔ اس لیے ان دونوں کے ارشادات و ہدایات اور علوم و معارف کے استخراج و استنباط اور ان سے استفادے کا طریقہ و انداز اسلامی ہونا چاہیے۔

مدارس اسلامیہ دراصل جبل نور ہیں جنہوں نے زوال پذیر انسانیت کو بیدار کیا اور تاریکیوں میں علم و معرفت کے چراغ روشن کیے۔ یہ مدارس مدینۃ النبی ﷺ کے صفہ کی شاخیں ہیں جن میں دینی علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے جن کے اثرات سے مسلمان ہی نہیں دیگر اقوام اور ممالک کے لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔

ہمارے مدارس ماضی کی اس تباہ کن علمی و تعلیمی روایت کا تسلسل ہیں جو عالم عرب کے علاوہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی موجود ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں تو یہ روایت نہایت مستحکم روشن اور جاندار رہی ہے۔ یہ مدارس ملک کے

مدیر اعلیٰ  
بشیر انصاری  
ایم اے

مجلس  
ادارت

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری  
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد  
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی  
اس شمارہ میں

1	درس قرآن و حدیث
2	اداریہ
4	احکام و مسائل
6	تبلیغ، پیغمبری کام ہے..... (عطیہ حرم)
11	جمال مصطفیٰ <small>ﷺ</small>
12	عیسوی کیفڈر کی حقیقت
15	جلسہ اسلامیہ 1921ء کے ثمرات
16	اسوۂ رسول <small>ﷺ</small>
18	قریش قحط سالی اور ہمارے مکران
19	یاد و رفتگان..... مولانا حافظ محمد یوسف
20	مولانا قاری عبدالحیظ طیب کا انتقال
21	تبرہ کتب
22	سنہری تقریب کا آنکھوں دیکھا حال
24	اخبار الجماعہ

ادارہ سے تمام خط و کتابت ایڈیٹر کے نام  
اور ترمیم و ترمیم کے نام سے کی جائے

ہفت روزہ ”اتل حدیث“  
چوک اتل حدیث (المعرفہ بقیچوک)  
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000  
فون: 042-3772525 فیکس: 042-37720257  
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بدر پیرودی ہفت روزہ	535/- روپے
بیرونی ممالک سے	5500/- روپے
نی پرچہ	15/- روپے

سینیئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”السر پرنت ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔







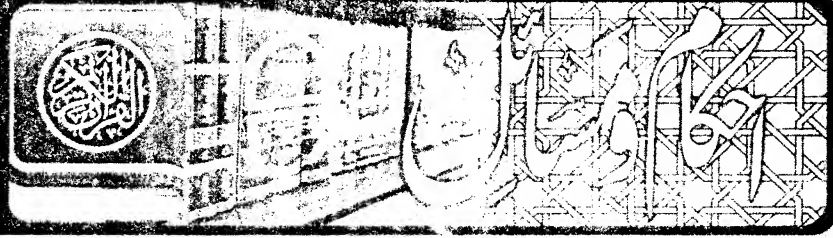
جناب  
مولانا  
مافتہ  
ابو محمد عبدالستار احمد

مرکز الدراسات الاسلامیہ

سلمان خان میاں چنل، نائل پاکستان

فون: 0300-4178626 - 065-2663317

ایمیل: hammad3316@yahoo.com



## نگران وقف کے اخراجات

**سوال** دور حاضر کے مدارس اسلامیہ اور مراکز دینیہ وقف بنی کی ایک شکل ہیں ان کے جو نگران ہیں وہ کس حد تک اس وقفی جائیداد سے اپنی ضروریات پوری کر سکتے ہیں؟ کتاب وسنت میں اس کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟ وضاحت کریں۔

**جواب** اس میں کوئی شک نہیں کہ مدارس اسلامیہ اس ملک و ملت کی نظریاتی حدود کے نگران اور محافظ ہیں ان کی آبیاری میں ہمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے ان کے ناظمین حضرات کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں کہ وہ مادی دور میں ان کی پاسپانی پر گئے ہوئے ہیں ان پر بہت سخت ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کی نگرانی و حفاظت کے متعلق کوتاہی کا شکار نہ ہوں ان حضرات کی ضروریات کے متعلق بھی کتاب وسنت میں وضاحت ہدایات ہیں جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل خانہ کے اخراجات کے لیے کافی تھا اب میں مسلمانوں کے معاملات کے حوالے سے مشغول کر دیا گیا ہوں ابنا ابوہریرہ کے اہل خانہ اس بیت المال سے کھائیں گے اور مسلمانوں کے لیے کام کریں گے۔“ (بخاری البیہ: ۲۰۷۰)

اس کا مطلب یہ ہے کہ مدارس کے ناظمین اپنی ضروریات فراہم شدہ چندہ سے پوری کر سکتے ہیں۔ ضروریات کی مزید تقاضا ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ہمارا عامل ہو وہ بیوی حاصل کر لے اگر اس کا کوئی خدمت گذار نہیں تو وہ خادم لے لے اور اگر اس کے پاس رہائش نہیں تو وہ رہائش لے لے اور جو کوئی اس کے علاوہ لے تو وہ خائن ہے یا چور۔“ (ابوداؤد الاخرج: ۲۹۳۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کرنا، خادم رکھنا اور اخراجات کے سمیت رہائش حاصل کرنا بنیادی ضروریات ہیں ان کے علاوہ ایسے بہانے سے یا چوری چھپے اپنی تحویل میں دیے گئے فنڈز سے مزید فوائد سمیٹنے کی کوشش کرنا بہت بڑی اور بڑی خیانت ہے۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں: ”جو اس کا متولی بنے وہ اس سے خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے دوست کو بھی کھلا سکتا ہے البتہ وہ مال جمع نہیں کر سکتا۔“ (بخاری الشریط: ۲۲۷۷)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وقفی جائیداد کا نگران ہو گا وہ اپنی محنت کا واجباً سا معاوضہ وقفی جائیداد سے لے سکتا ہے۔ یعنی وہ اس قدر وقف فنڈ سے لے سکتا ہے جس سے اخراجات پورے ہو سکیں۔ بالفاظ دیگر فضولیات کی بجائے ضروریات پورا کرنے کی گنجائش ہے۔ نگران حضرات درج ذیل حدیث کو ضرور پیش نظر رکھیں: ”کچھ لوگ بیت المال میں ناحق تصرف کرتے ہیں قیامت کے دن ان کے لیے آگ ہوگی۔“ (بخاری فرض الخس: ۳۱۱۸)

ہمارے رجحان کے مطابق اس حدیث کے پیش نظر دینی مدارس کے مہتمم حضرات کے لیے یہ فکر یہ ہے کہ وہ جمع شدہ چندہ سے اپنی بیویوں کو بڑے گرانقدر حمیز دیئے بچوں کی دھوم دھام سے شادیاں کرنے اور ان کے لیے محلات تعمیر کرنے کے مجاز نہیں ہیں اس کا بہترین حل یہ ہے کہ معروف طریقہ کے مطابق اپنے لیے معقول ماہانہ مشاہرہ مقرر کر لیا جائے پھر اسی سے ضروریات زندگی کو پورا کیا جائے۔ واللہ اعلم!

## شادی سے پہلے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل

**سوال** میرے رشتے کے لیے بات مکمل ہو چکی ہے لیکن لڑکی کے سر پرست کا کہنا ہے کہ لڑکی نے ابھی مزید چند سال زیر تعلیم رہنا ہے تاکہ وہ اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کر لے جبکہ اس کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہو چکی ہے کیا یہ شادی نہ کرنے کا شرعی عذر بن سکتا ہے؟

**جواب** دور حاضر میں اتنی تعلیم تو ضرور ہونا چاہیے کہ انسان لکھنا پڑھنا جان لے۔ قرآن مجید اس کی تفسیر احادیث اور ان کی تشریحات سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو سکے لیکن اس سے زیادہ تعلیم شادی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ ہمارے رجحان کے مطابق جب اسباب زواج اور مناسب رشتہ میسر آجائے تو اعلیٰ تعلیم کا حصول شادی میں رکاوٹ نہ بنے دیا جائے کیونکہ نکاح میں بے شمار فوائد اور مصلحتیں ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آگاہ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”نکاح نگاہوں کو بچا رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔“ (بخاری النکاح: ۵۰۶۶)

نیز نکاح کرنے سے نصف دین کی تکمیل ہو جاتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”جب بندہ شادی کر لیتا ہے تو وہ نصف دین مکمل کر لیتا ہے اب اسے باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔“ (شعب الایمان: ۳۸۲)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی متبادل بیویوں کے جو اوصاف بیان کیے ہیں ان میں اخلاق و کردار کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ وہاں اعلیٰ تعلیم کا دوڑ دوڑ تک کوئی نشان دکھائی نہیں



دیتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد ان کا رب انہیں تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمانے گا جو مسلمان صاحب ایمان، فرمانبردار، تقویٰ کرنے والی عبادت گزار اور روزہ رکھنے والی ہوں گی۔“ (التحریم: ۵)

ان احادیث و آیات کے پیش نظر ہم لڑکیوں کے سر پرست حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اعلیٰ تعلیم دلوانے کا بہانہ بنا کر لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کریں، تعلیم کا سلسلہ تو ساری عمر جاری رکھا جاسکتا ہے۔ بوقت نکاح بھی خاوند سے تعلیم مکمل کرنے کی شرط لگائی جاسکتی ہے کہ جب تک وہ بچوں کی مصروفیت میں نہیں پڑتی، سال دو سال تک تعلیمی سلسلہ جاری رکھا جاسکتا ہے نیز ہم اس تاخیر کے خطرناک نتائج سے بھی آگاہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہیں ایسا شخص پیغام نکاح دے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد برپا ہوگا۔“ (ترمذی الزکاة: ۱۰۸۴)

بہر حال جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کے متعلق، یہ نہیں ہونی چاہیے اعلیٰ تعلیم کا بہانہ درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

## غیر مسلم کو سلام اور جواب

### سوال

میں ایک فیکٹری میں ملازم ہوں، میرے ساتھ کچھ عیسائی بھی کام کرتے ہیں وہ نیک ملاقات کے وقت مجھے سلام کہتے ہیں کیا انہیں جواب دیتے وقت ”علیکم السلام“ کہا جاسکتا ہے؟ نیز میں انہیں سلام کہہ سکتا ہوں؟ اس کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟

### جواب

بوقت ملاقات سلام کہنا ہم مسلمانوں کا شعار ہے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب وہ ملے تو اسے سلام کہا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”مسلمان کا دوسرے پر حق ہے کہ جب وہ اس سے ملاقات کرے تو سلام کرے۔“ (مسلم السلام: ۵۶۵۱)

اس کے علاوہ ”السلام علیکم“ دعائیہ کلمات بھی ہیں جس کا معنی ہے ”تم پر سلامتی ہو“ اس بناء پر غیر مسلم کو ”السلام علیکم“ نہیں کہنا چاہیے حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہود و نصاریٰ کو تم سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔“ (مسلم السلام: ۵۶۶۱)

امام نوویؒ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ”اہل کتاب کو ابتدائی طور پر سلام کرنے کی ممانعت ہے۔“ اگر وہ سلام کریں تو انہیں ”علیکم السلام“ کہنے کی بجائے صرف ”علیکم“ کہا جائے اس امر کی بھی حدیث میں صراحت ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم جواب میں صرف یہ کہو: ”علیکم“ تم پر ہو۔“ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد اسلام کے وقت بددعا کی نیت کرتے تھے یعنی وہ ”السلام علیکم“ کہتے تھے جس کا معنی ہے ”تم پر موت واقع ہو۔“ اس کے جواب میں ”علیکم“ کہا جائے کہ جو تم ہمارے لیے مانگتے ہو وہ تم پر ہو۔ اس لیے ان احادیث کی روشنی میں انہیں تو ”السلام علیکم“ کہا اور نہ ہی ان کے سلام کے جواب میں ”علیکم السلام“ کہا جائے بلکہ ”علیکم“ کہہ کر جواب دے دیا جائے۔ واللہ اعلم!

## چوری کا مال خریدنا

### سوال

بازار مارکیٹ میں چوری کا مال فروخت ہوتا ہے گاڑیوں کے پرزے بھی چوری شدہ ہوتے ہیں کیا شرعی طور پر انہیں خریدا جاسکتا ہے؟ جبکہ وہ عام بازار کے لحاظ سے بہت سستے ہوتے ہیں اس کے متعلق قرآن و حدیث میں کیا ہے؟

### جواب

چوری کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب اپنے صحابہ کرام سے دین پر قائم رہنے کی بیعت کرتے تھے تو یہ بات بطور خاص کہتے تھے: ”تم چوری نہیں کرو گے۔“ (بخاری الایمان: ۱۸)

اور چوری کردہ سامان بھی حرام ہوتا ہے اس کا استعمال کسی صورت میں جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کا مال اس کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔“ (مسند امام احمد: ج ۵ ص ۲۷۲)

جب چوری کرنا ناجائز اور مسروقہ سامان حرام تو اس کی خرید و فروخت کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟ ہم ایک دوسرے پہلو سے بھی اس خرید و فروخت کا جائزہ لیتے ہیں کہ چوری کردہ اشیاء کو جو فروخت کر رہا ہے وہ ان کا مالک نہیں اور غیر ملوکہ چیز فروخت کرنا اور اسے خریدنا ناجائز ہے۔ اگر چیز کا مالک کسی کو فروخت کرنے یا خریدنے کے اختیارات دے دے اور اسے اپنی طرف سے وکیل مقرر کر لے تو ایسے حالات میں غیر ملوکہ چیز کو فروخت کیا جاسکتا ہے اور اسے خریدا بھی جاسکتا ہے لیکن چوری کردہ اشیاء جس کے پاس ہیں اصل مالک نے اسے خرید و فروخت کے لیے طبعی طور پر وکیل نہیں بنایا۔ لہذا چوری کی اشیاء کو خریدنا یا فروخت کرنا ہر پہلو سے ناجائز اور حرام ہے۔ پھر چوری کا مال جتنے ہاتھوں میں جائے گا وہ حرام ہی رہے گا اور اصل مالک کے علاوہ کوئی بھی دوسرا ان کا مالک نہیں بن سکے گا۔ اگر اصل مالک کا پتہ ہے تو وہ چیز اسے واپس کی جائے یا جس سے خریدی گئی ہے اسے دے دیں اس سے فائدہ اٹھانا بھی حرام ہے۔

صورت مسئلہ میں بازار مارکیٹ سے گاڑیوں کے پرزے جو اصل قیمت سے بہت کم قیمت پر دستیاب ہو جاتے ہیں انہیں خریدنا ناجائز نہیں اور نہ ہی گاڑی وغیرہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نے دور جاہلیت میں ایک چاندی کا جام چوری کر لیا تھا پھر انہیں اسلام لانے کے بعد اس بات کا احساس ہوا تو وہ اصل مالک کے اہل خانہ کے پاس گئے اور وہاں اعتراف جرم کیا۔ پھر اس کی تلافی بایں صورت کی کہ اپنے حصے کے پانچ صد درہم انہیں واپس کیے اور بتایا کہ باقی پانچ صد درہم میرے دوسرے ساتھی کے پاس ہیں۔ (فتح الباری: ج ۵ ص ۵۰۲) بہر حال چوری کا مال اصل مالک کا ہی رہے گا خواہ وہ کتنے ہاتھوں فروخت ہوتا رہے۔ واللہ اعلم!





# تبلیغ، پیغمبری کا کام ہے!

جناب حافظ محمد سرور ————— جناب حافظ عبدالحمید ازہر

اِنْحَسَنُوا وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ ۖ  
(النحل: 125)

”اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔“

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٠٨﴾ (الحج)

”تم اپنے رب کی طرف دعوت دو، یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔“

اور فرمایا:

وَ ادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُتَّبِعِينَ ﴿١٠٩﴾ (القصاص)

”اپنے رب کی طرف دعوت دو اور ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو۔“

جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”میرے نبی کے لئے دعا ہے کہ تم میری بات سنو اور میری بات سے خواہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو، اسے آگے پہنچاؤ۔“

امر کا تقاضا ہے کہ ہر ایک پر حسب استطاعت دعوت دینا واجب ہے۔ اگرچہ یہ کام فرض کفایہ تھا لیکن جب پوری امت جہالت، آخرات اور بدعات میں غرق ہو، اتباع کا جذبہ کمزور ہو چکا ہو اور گمراہ اور کافر اقوام کے علاوہ خود مسلمانوں میں دعوت اور تعلیم کے ضرورت مند بہت زیادہ ہوں تو ایسے میں فرض کفایہ کی کفایت کہاں رہی؟

یاد رکھیے کہ ہر رسالت کا نکتہ آغاز اور ہر دعوت کی ابتداء توحید کی پکار سے ہوتی ہے کہ اللہ کو الوہیت اور ربوبیت میں یکساں مانا جائے۔ یہی تمام پیغمبروں کی دعوت کی بنیاد ہے۔

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا

اللَّهِ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴿١٠٨﴾ (النحل: 36)

”تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی۔“

اللہ کی جانب بلانا اس امت کا مستقل منصب ہے فرمایا:

وَ لَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّافِيُونَ ﴿١٠٩﴾ (آل عمران)

”تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور

اے اہل اسلام! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اس لیے مبعوث کیے کہ لوگوں کی رہنمائی کریں اور مخلوق کو وہ راستہ دکھائیں جو اس کی طرف پہنچانے والا ہو۔ جب بھی سابقہ رسالت کے نشانات دھندلا گئے اور لوگوں کے سینوں میں نبوت کی تابش ضو، مدہم پڑ گئی تو اللہ نے کوئی ایسا پیغمبر مبعوث کیا جس نے دین کے ماند پڑتے ہوئے نشانات کی تجدید کی اور نئے ہوئے آثار کو از سر نو تازہ کیا۔

اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

”بنی اسرائیل پر ان کے انبیاء فرمانروا بنتے رہے،

جب بھی کوئی نبی رخصت ہوتا، ان کی جگہ کوئی دوسرا نبی آ جاتا لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

پھر جب اللہ تعالیٰ نے سید البشر

محمد ﷺ پر سلسلہ رسالت ختم فرما دیا تو انہیں سب سے افضل پیغمبر اور ان کی امت کو سب سے اعلیٰ امت قرار دیا۔ اس امت پر اللہ نے ایک کرم یہ بھی فرمایا کہ اسے انبیاء کا یہ منصب سونپا کہ یہ اللہ کی جانب بلائے اور اس کی راہ دکھائے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تَتُومِنُونَ بِاللَّهِ ﴿١١٠﴾ (آل عمران: 110)

”دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بتادے۔

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي ۖ أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ ۖ أَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَ سُبْحَنَ اللَّهُ وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ (یوسف)

براہیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔“

اس لیے امت کی ذمہ داری ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جو کچھ اتار گیا، اس کی تبلیغ کرے اور جیسے آپ ﷺ نے ڈرایا، ویسے ہی یہ بھی ڈرائے۔

اللہ کا فرمان ہے:

قُلُوا لَا نَفَرٌ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٠٩﴾ (التوبة)

”مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ (غیر مسلمانوں سے) پرہیز کرتے۔“

اور فرمایا:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ النُّوَاصِطِ



”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا۔ اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی مت بچو۔“  
اور فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنْذَارًا إِلَهُ إِلَّا أَنْكَارُ الْعِبَادُونَ﴾ (الانبیاء)  
”ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں، پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔“

اے اہل اسلام! مسلمان کے لیے اتنا ہی شرف کافی ہے کہ وہ اس شے کی جانب بلائے جس کی جانب اللہ نے بلایا ہے۔

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ﴾ (یونس: 25)  
”تم اس نا پائیدار زندگی کے فریب میں مبتلا ہو

رہے ہو) اور اللہ تمہیں دار السلام کی طرف دعوت دے رہا ہے۔“

اسی کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْغُفْرِ﴾ (البقرة)  
”اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔“

اے ہنگام الہی! اسلام میں ایک عالم دین کے منصب سے بڑھ کر اعلیٰ، برتر، کٹھن، مستحکم اور ہمہ جہت منصب کوئی نہیں پایا جاتا جس کا اللہ کے ہاں بے پناہ اجر ہو کیونکہ عالم مقام نبوت کا وارث اور نبوت کی اہم ترین ذمہ داری کو نبھانے والا ہوتا ہے اور وہ ذمہ داری ”دعوت الی اللہ“ ہے۔ یعنی مخلوق کا رخ اللہ کی جانب موڑنا، ان کا تزکیہ کرنا، انہیں تعلیم دینا اور انہیں حق بات کا عادی بنانا حتیٰ کہ وہ اسے سمجھ لے، اسے قبول کرے، اس پر عمل پیرا ہو اور اس کی خاطر عمل کرے۔

اس لیے مبلغ کی بات سے اچھی بات کسی کی نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ

صَالِحًا﴾ (النہی مِنَ الْمُتَشَبِّهِينَ) (فصحت)  
اور ان شخص کی بات سے اچھی بات اور کسی کی بدی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔“

تبلیغ کے عمل سے اچھا کوئی عمل نہیں۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کی سنت کو امت تک پہنچانا دشمن کے حلق تک تیر پہنچانے سے زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ تیروں والا کام تو بہت سے لوگ کر لیتے ہیں لیکن سنتوں کی تبلیغ صرف وراثت انبیاء کا کام ہے۔“

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں:

”بندے کے لیے اس سے بڑا صدق کوئی نہیں کہ مجلس میں اپنے اہل ایمان بھائیوں کو اس طرح

**یاد رکھیے کہ ہر رسالت کا نکتہ آغاز اور ہر دعوت کی ابتداء توحید کی پکار سے ہوتی ہے کہ اللہ کو الوہیت اور ربوبیت میں یکتا مانا جائے۔ یہی تمام پیغمبروں کی دعوت کی بنیاد ہے۔**

نصیحت کرے کہ جب وہ انہیں تو اس کی نصیحت سے فائدہ اٹھا چکے ہوں۔“

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت سہل بن سعدؓ کے حوالے سے آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے کسی ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔“

تبلیغ سے اللہ کی محبت ملتی ہے۔ سنن طبرانی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ کو سب سے پیارا وہ آدمی ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہو۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں کا سب سے بڑا نفع یہ ہے کہ ان کے عقیدے اور دین کی اصلاح کی جائے، ان کا ایمان بڑھایا جائے، ان کے اخلاق اور چلن کا تزکیہ کیا جائے اور ان کو درپیش باطل پرستی اور خواہشوں کا مقابلہ کیا جائے۔

مبلغین کی کامرانی اور سر بندگی کے لیے یہی بات

بس کافی ہے کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور خوش بختی پانے والے یہی ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَنْتُكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةً يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (آل عمران)

”تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے ہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔“

رحمت بھی انہی پر اترتی ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّالِحُونَ ۚ يُولُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة)

”مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے

ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی، یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔“

امام مسلم اور احمد سنن بیہقہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے ہدایت کی جانب بلایا تو اس کو ماں لینے والوں کے اجر کا سارا حصہ ملے گا اور کسی کے اجر میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔“

تبلیغ سے مبلغ کو ہدایت پر ثبات قدمی اور اہل و عیال کی برکت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے برائیاں ختم ہوتی ہیں، گمراہیوں کے پھیلائے ہوئے شبہات کا ازالہ ہوتا ہے، معاشرہ سدھرتا ہے اور اسلام کو فروغ، سر بلندی اور اعلیٰ مقام ملتا ہے۔

اس کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ دین کے نفاذ کا وہ راستہ ہے جسے پروردگار عالم نے لوگوں کے لیے پسند فرمایا ہے۔



اللہ کی جانب بلانے سے نیکیاں بڑھتی اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ موت کے آجانے سے ثواب کا سلسلہ بلند ہو جاتا ہے لیکن مبلغ کا ثواب تب تک جاری رہتا ہے جب تک اس کی تبلیغ کا فائدہ جاری رہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے نیکی کا راستہ دکھایا، اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس پر چلنے والے کو۔“ (مسلم)

مبلغین اور مصلحین کی ذمہ داری ہے کہ جن چیزوں کے وہ محافظ بنائے گئے ہیں یعنی دین کی اشاعت، اخلاق کی ترویج اور برائی اور رذائل سے معاشرے کو پاک کرنے کی ذمہ داری پوری کریں اور اعلانیہ فساد جو اس وقت ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے، اس کے آگے بند باندھیں۔

کسی بھی شہر میں جب دعوت و تبلیغ کمزور پڑے یا سرے سے ختم ہو جائے تو وہاں شریعت میں خلل آتا ہے، عقیدہ بگڑ جاتا ہے، سنتیں اور دیگر عبادتیں کمزور پڑ جاتی ہیں، امن و امان لگنے لگتا ہے اور گمراہ نظریہ زور پکڑ جاتا ہے۔

اے بندگان الہی! اے اہل اسلام! ہم سے پہلی اقوام نے کوتاہی کی تو ان پر بکڑ آئی۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَوْفَّنَا آلَ الْكِتَابِ الَّذِينَ

أَصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (فاطر: 32)

”پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنا دیا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے (اس وراثت کے لیے) اپنے بندوں میں سے چن لیا۔“

بلاشبہ یہ امت منتخب ہے اور اس سے اس عظیم میراث کے بارے میں سوال ہوگا جو اس کے سپرد ہوئی ہے، اسی میراث کی وجہ سے اس پر اللہ کے اور اس کتاب کے کسی حقوق عائد ہوتے ہیں جو آخری کتاب ہے، اللہ نے اس امت کو اسی کتاب کی تعلیم اور اشاعت کی ذمہ داری سونپی ہے اور اس پر لازم قرار دیا ہے کہ یہ اسی کتاب کیساتھ اور اسی کی خاطر جیے۔

بلاشبہ امت اسلامیہ اس کتاب اور اس پیغام کی وارث ہے۔ اس کی ذمہ داری اور اس کے وجود کا تقاضا

ہے کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور دنیا کو ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور بے نیازی کے راستے پر چلائے۔

بلاشبہ بہت سارے اندھیرے رکاوٹ بن کر لوگوں کو حق سے روک دیتے ہیں، لوگ انہی اندھیروں میں بھٹکتے اور جانیں گناتے رہتے ہیں جبکہ ہم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم چراغ اٹھائیں تاکہ بھٹکے ہوؤں کو راہ ملے۔

جس طرح پہاڑ زمین کے لیے میٹھوں کی مانند ہیں اور اسے حرکت سے بچاتے ہیں، اسی طرح باعمل علماء معاشرے کے لیے میٹھوں کی طرح ہوتے ہیں۔ پھیلنے والی ہر بیماری کا علاج یہی ہیں اور زمین پر نیکی کے وجود کی یہی آخری امید ہیں، خواہ حالات کتنے ہی کھٹن ہوں اور بھلے ہی آفاق میں کھرام برپا ہو۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ﴾ (الأعراف)

”ہماری مخلوق میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق ہدایت اور حق ہی کے مطابق انصاف کرتا ہے۔“

بلانے میں مصروف ہو گئے اور بیٹھنا بھی روانہ جانا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پیغام پہنچا دیا۔ امانت ادا کر دی۔ امت کو نصیحت فرمائی اور تادم باز واپس اللہ کی راہ میں کوشش کرتے رہے اور کوشش کا حق ادا کیا، آپ ﷺ نے اپنی روح اور اپنا آرام سب کچھ لوگوں کی تعلیم و ہدایت اور تبلیغ میں کھپا دیا۔ کوئی بھی جگہ، کوئی بھی وقت اور کوئی بھی حالت ہوئی، آپ ﷺ لوگوں کو وعظ اور نصیحت کرنے کے لیے ہر موقع کو غنیمت جانتے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دلاسا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

﴿وَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ فَلَا تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (فاطر)

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے پس (اے نبی) خواہ خواہ تمہاری جان ان لوگوں کی خاطر غم و انوس میں نہ گھلے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿فَلَعَلَّكَ يَا خُصَّيْطُ نَفْسُكَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ إِنَّ لَمْ يَوْمِنَا بِهِ هَذَا الصِّدِّيقُ أَشَقَّ﴾ (الکہف)

”اچھا، تو اے محمد! شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھودینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔“

جب جنوں نے اسلام قبول کیا تو اپنی قوم کے لیے مبلغ بن کر گئے، جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو راہ تبلیغ میں اس قدر تیزی دکھائی کہ عشرہ مبشرہ میں سے آدھے ان کی تبلیغ سے فوراً مسلمان ہو گئے یعنی اب وہ حالت اسلام میں جو بھی عمل کرتے، ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ثواب میں برابر کے شریک ہوتے۔

جب حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو کچھ ہی دیر بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے خاندان کے اسی یا نوے مسلمان افراد کو لے کر آ پہنچے۔

ہمارے سلف صالحین پیغام ربانی کی تبلیغ و دعوت کی خاطر میں مسندوں میں کود گئے اور صحراؤں میں داخل

**یاد رکھیے کہ ہر رسالت کا نکتہ آغاز اور ہر دعوت کی ابتداء توحید کی پکار سے ہوتی ہے کہ اللہ کو وحدیت اور ربوبیت میں یکساں مانا جائے۔ یکساں تمام چیزوں کی دعوت کی بنیاد ہے۔**

راہ حق میں بڑی کٹھنائیاں ہیں، کیونکہ جو بھی لوگوں کی خواہشات اور مفادات کے آگے رکاوٹ بنے، لوگ اس کی جان کے لاگو ہو جاتے ہیں، انبیاء کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا، لہذا یہ بات ناگزیر ہے کہ بدخواہوں اور دشمنوں کی چال بازیوں پر اور کم ظرفوں کی باتوں پر صبر کیا جائے اور پوری مخلوق کی ہمدردی میں ہمیشہ کوشاں رہا جائے۔

ہمارے نبی ﷺ مخلوق کی ہدایت کے لیے بے پناہ حریص تھے۔ جب آپ ﷺ پر یہ آیات اتریں کہ ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدْيُونُ ۖ فَهَمْ قَانِذِرٌ ۚ وَ رَبِّكَ فَكَذِبٌ﴾ (المدثر)

”اے اوڑھ لپیٹ کر لینے والے۔ اٹھو اور خبردار کرو۔ اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔“

تو آپ ﷺ فوراً کھڑے ہو کر اللہ کی جانب

سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب غالب ہے؟“

جو شخص ایک طریقے پر نہ چل سکے، وہ دوسرا طریقہ اپنا سکتا ہے اور جس کے لیے ایک دروازہ بند ہو، اسی کے لیے اور کئی دروازے کھل جاتے ہیں، یہی خیر کی تلقین کا وہ راستہ ہے جو سب کے لیے آسان ہے۔

ضروری ہے کہ ایک مبلغ شرعی اصولوں اور اپنی استطاعت کے مطابق دعوت و تبلیغ اور امر و نہی کی راہ پر جمارہ، لوگوں کو دعوت و تبلیغ کے راستے میں آنے والی آزمائشوں اور مشقتوں کو سہنے کا عادی بنایا جائے اور ہمیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ لوگوں کے دلوں میں بے پناہ خیر موجود ہے۔

کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ نے علم، تفقہ اور فہم احکام سے نوازا ہے۔ کچھ کو وعظ و نصیحت کرنے اور

دلوں کو نرم کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے، کچھ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلیقہ سکھایا ہے، کچھ ایسے ہیں جو کتب کی نشر و اشاعت میں مشغول ہیں اور کچھ باطل کے خلاف مدافعت

میں لگے ہوئے ہیں۔ تم میں سے ہر کوئی اسلام کی سرحدوں میں سے سرحد ہے اور یہ جائز نہیں کہ اس مفید تنوع کو فرقہ بندی اور تنازعات کا سبب بنایا جائے بلکہ ہر ایک کو اس کے مقصد تخلیق کی صلاحیت دی جاتی ہے۔

اس مفید تنوع کو تفریق اور نزاع کا سبب بنانا درست نہیں بلکہ ہر کسی کو اس کام کے لیے مسخر کر دیا گیا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ (التوبة)

”اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے، مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ

سے بچہ آزمائی کرتے دیکھتے تو فوراً حق کی نصرت کے لیے آگے بڑھے، بدعت، شر اور فساد کے پھیلنے اور زور پکڑنے سے پہلے پہلے ان کا مقابلہ کرے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ان برائیوں کے عادی ہو جائیں اور ان کے دلوں میں ان کی جڑیں مضبوط ہو جائیں اور یوں ان کا قلع قمع مشکل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اہل اخلاص لوگوں کی کوشش میں ضرور برکت ڈالتا ہے، خواہ وہ کسی کام میں لغزش کھا جائیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (العنکبوت)

”جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، اور یقیناً اللہ نیکو کاروں ہی کے ساتھ ہے۔“

**ہر عالم کے لیے اس بات کا شعور ضروری ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کا نگہبان اور سنت رسول کا پاسبان اور رکھوالا ہے، وہ ان پر عمل کرے، ان کی تبلیغ کرے اور انہیں غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کی کجروی اور اہل بدعت کی مشق ستم سے**

### دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد:

اللہ کی جانب بلانا کسی وقت یا جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہوتا۔ نوح علیہ السلام کو دیکھیے جو کہتے ہیں کہ:

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَ نَهَارًا﴾ (نوح)

”اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا۔“

جنہوں نے تبلیغ کے لیے کئی طریقے اختیار کیے فرمایا:

﴿ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا﴾ (نوح)

”پھر میں نے علانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔“

یہ یوسف علیہ السلام جو جیل میں تبلیغ کر رہے ہیں۔

﴿يُصَارِجِي السِّجْنِ عَارِبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَوْ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (یوسف)

”اے زندان کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت

ہو گئے اور اللہ کی طرف دعوت اور اس کے پیغام کو پہنچانے کے لیے دن رات ایک کر دیا تو کیا وجہ ہے کہ ان پاکیزہ لوگوں کے جانشین، دوسرے تو رہے ایک طرف، خود اپنے پڑوسیوں، رشتہ داروں اور متعلقین کو تبلیغ کرنے میں سستی کرتے ہیں حالانکہ تبلیغ کے راستے آسان اور ذرائع متعدد ہیں۔

اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو اللہ کی جانب بلانے کی فضیلت اور ثواب کا پتا چل جائے تو یہ کبھی اس سے پیچھے نہ رہیں۔

بھلائی پر چلنا اور بھلائی کی طرف بلانا امت کی ایک نمایاں خوبی، فطری وصف اور مستقل منصب ہے، اس کا پیغام محض دعوے تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک نمونہ، ایک رول ماڈل اور ایک ایسی ہمہ جہت خیر کا نام ہے جس میں ایک مبلغ اپنی تبلیغ سے پہلے ڈھلا ہوا

ہوتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَ اسْجُدُوا وَ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ وَ جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾ (الحج)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع اور سجدہ کرو، اپنے رب کی بندگی کرو، اور نیک کام کرو، شاید تم کو فلاح نصیب ہو۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔“

ہر عالم کے لیے اس بات کا شعور ضروری ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کا نگہبان اور سنت رسول کا پاسبان اور رکھوالا ہے، وہ ان پر عمل کرے، ان کی تبلیغ کرے اور انہیں غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کی کجروی اور اہل بدعت کی مشق ستم سے بچائے۔

ہر مسلمان کو فکر مند ہونا چاہیے کہ جہاں وہ کھڑا ہے اس جانب سے اسلام پر حملہ نہ ہو اور یہ بھی کہ جب اسلام کا داعی پیغام سنائے تو اس کو جلدی قبول کرے۔ جب اہل اسلام خوفزدہ ہوں اور ان کی سرحدوں کے اندر کوئی خطرہ ہو یا کوئی ہمارے محفوظ علاقوں میں شرفساد پھیلانے کی کوشش کرے تو یہ جلدی اس کے مقابلے کے لیے کھڑا ہو۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب گمراہی سرگرم ہو، وہ ہدایت کی راہ پر سرگرم ہو جائے اور جب کبھی باطل کو حق



(غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے۔“ اور فرمایا:

﴿قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ﴾ (البقرة: 60)  
”ہر قبیلے نے جان لیا کہ کوئی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے“

خیر سے محبت کرے والے اور اصلاح کا بیڑا اٹھانے والے ایسے افراد یا جماعتیں جن سے تبلیغ و دعوت کے کسی کام میں کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان کا عقیدہ نیت اور کردار درست ہو تو ان کے دوسرے بھائیوں پر واجب ہے کہ انہیں اچھائی کی راہ دکھائیں۔ نصیحت کریں، ہر وقت التزام کے ساتھ ان کو بھلائی کی تلقین کرتے رہیں اور ان کی سخت مزاجی کے باوجود صبر کے ساتھ ان کو تعلیم دیتے رہیں کیونکہ اگر انبیاء نے اپنی مشرک قوموں پر صبر کیا ہے تو یہ لوگ صبر کے زیادہ مستحق ہیں۔

کیونکہ تبلیغ کے راستے میں باہمی اختلاف بہت بڑی غلطی ہے۔ اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جو بھلے ہی کسی ایک جملے کے ساتھ دین کی مدد کرے، بربادی تبلیغ کے اتنے کام کو ترک کر دینے میں ہے جتنے کی کوئی بندہ طاقت رکھتا ہو۔

اے اہل اسلام! اسلام کو نقصان پہنچانے والے اور اس کی تبلیغ اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے بڑے عناصر میں سے ایک یہ ہے کہ کچھ مسلمان غلط کارروائیاں کرتے ہیں بالخصوص وہ مسلمان جو اپنے آپ کو اسلام کے محافظ سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ہے کہ:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا قِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (الاستحانة)

”اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے قتنہ نہ بنادے۔“

گزشتہ کچھ سالوں سے ایسے لوگوں کے جرائم ہم دیکھ رہے ہیں جو اسلام اور اس کی تبلیغ کے لیے اس قدر نقصان دہ ثابت ہوئے کہ اتنا نقصان دشمن بھی نہیں پہنچا سکے۔ یہ جرائم میدان جنگ میں نہیں کیے گئے اور نہ ہی برسر جنگ کافران کا لقمہ بنے بلکہ خود مسلمانوں کے تعلیمی ادارے، گھر اور بازار ان کا ہدف بننے رہے۔

اس سلسلے کا تازہ ترین جرم پاکستان میں بچوں کے ایک سکول پر ہونے والا حملہ ہے، ایک سو چالیس سے زیادہ مقتول جس کی بھینٹ چڑھ گئے جن میں اکثریت بچوں کی ہے۔

ان قاتلوں کے پاس اللہ کے حضور کوئی عذر نہیں، عقل و دانش کے کسی پیمانے پر اس فعل کو درست نہیں کہا جا سکتا، کوئی دل اس کارستانی کو قبول نہیں کر سکتا اور کوئی

تہذیب اس کو روانہ نہیں جان سکتی۔ ان قاتلوں نے حرام خون پر منہ مارا ہے اور ایسی جانیں فنا کی ہیں جن میں سے اکثر پر ابھی احکام بھی لاگو نہیں ہوئے تھے۔ آخر کیا قصور تھا ان کا؟! اور شام و عراق وغیرہ کے بچوں کا کیا جرم ہے جن پر صبح و شام خون ریزی کی بارش ہو رہی ہے اور جنہیں، دہشت، قحط اور سخت سہری کے عالم میں در بدر کیا جا رہا ہے۔ مجرم سارے برابر ہیں اور اسلام ان سب سے بری ہے۔

خون کا تحفظ اور عظمت و اہمیت ہمارے دین کا ایک بد یہی اور طے شدہ اصول ہے لیکن اس کے باوجود خون ریزی بہت سارے لوگوں کے ہاں ایک معمولی سی بات ہے جس کا ارتکاب وہ گمراہ اور بے بنیاد خیالات کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

اسلام نے تو ایسے کافر جو برسر جنگ ہوں، ان کے بچوں کے خون کو بھی تحفظ عطا کیا ہے تو اسن پسند مسلمانوں کے بچوں کے خون کا کیا مقام ہوگا؟!

ہم دین کے معاملے میں کجروی سے اور غالی خارجیوں کی راہ پر چلنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو خارجیوں کے شر سے بچائے! انہیں پسپا کر دے، مسلمان فوت شدگان پر رحم فرمائے اور زخمیوں کو شفا عطا کرے۔ آمین!



### بقیہ جمال مصطفیٰ ﷺ

فرماتے (آنکھیں سرلیں تھیں) تم دیکھتے تو کہتے کہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ لگا رکھا ہے حالانکہ سرمہ نہ لگا ہوتا۔ (جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذ جلد ۴ ص ۳۰۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آپ ﷺ کا دہانہ کشادہ تھا، آنکھیں ہلکی سرخی لئے ہوئے اور ایڑیاں باریک تھیں۔ (مسلم جلد ۶ ص ۴۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ کے آگے کے دونوں دانت الگ الگ تھے۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو ان دانتوں کے درمیان سے نور جیسا نکلتا دکھائی دیتا۔ (ترمذی و مشکوٰۃ)

گردن گویا چاندی کی صفائی لئے ہوئے، پلکیں طویل، داڑھی گھنی، پیشانی کشادہ، ابرو پیوستہ اور ایک دوسرے سے الگ، ناک اونچی، رخسار ہلکے، لبہ سے ناف تک چھڑی کی طرح دوڑا ہوا بال، اور اس کے سوا شکم اور سینے پر کہیں بال نہیں، البتہ بازو اور مونڈھوں پر بال تھے، شکم اور سینہ برابر، سینہ مسطح اور کشادہ، کلائیوں بڑی،

ہتھیلیاں کشادہ، قد کھڑا، تلوے خالی، اعضاء بڑے بڑے، جب چلتے تو جھکے کے ساتھ چلتے، قدرے سحرارہ کے ساتھ آگے بڑھتے اور کھل رفتار سے چلتے۔ (غلام السیر ص ۱۹-۲۰ الریق المختوم ص ۷۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حرم و دیوانہ نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ اور کبھی کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ جو بچے تھے، کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی کہ گویا آپ ﷺ نے اسے عطار کے عطردان سے نکالا ہو۔ (مسلم)

ایک بار آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے پسند آیا تو چہرے کی دھاریاں چمک اٹھیں، یہ کیفیت دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر بنی کالیہ شمر پڑھا

واذا نظرت الى امرة وجهه  
برقت كبرق العارض المتهلل  
”جب ان کے چہرے کی دھاریاں دیکھو تو وہ یوں چمکتی ہیں جیسے روشن بادل چمک رہا ہے۔“  
(رحمۃ اللعالمین جلد ۲ ص ۵۲)

ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھتے:  
امین مصطفیٰ بالخیر بدعو  
کضوء البدر زاہلہ الظلام  
”آپ امین ہیں، چنیدہ و برگزیدہ ہیں، خیر کی دعوت دیتے ہیں۔ گویا ماہِ کامل کی روشنی ہیں جس سے تاریکی آنکھ چھوٹی کھیل رہی ہے۔“ (غلام السیر ص ۲۰)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ زبیر کا یہ شعر پڑھتے جو جرم بن کر  
سنان کے بارے میں کہا گیا تھا کہ.....  
لو كنت من شىء سوى البشر  
كنت المصنئ ليلة البدر  
”اگر آپ بشر کے سوا کسی اور چیز سے ہوتے تو آپ ہی چودھویں کی رات کو روشن کرتے۔“

پھر فرماتے برہم اللہ ﷺ ایسی تھے (غلام السیر ص ۲۰)  
اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جمال مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ.....  
واحسن منك لم تر قط عين  
واجمل منك لم تلد النساء  
خلقت مبرا من كل عيب  
كانك قد خلقت كما نشاء

ایک روایت میں حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:  
”رسول اللہ ﷺ سب لوگوں میں خوبصورت تھے،  
اور آپ ﷺ کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔“  
انہی حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ:  
”کیا نبی ﷺ کا چہرہ تلوار جیسا تھا؟ تو انہوں نے  
فرمایا: لاہل مثل القمر نہیں بلکہ چاند جیسا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک  
مثل الشمس والقمر کان مستدیرا سورج اور چاند کی  
طرح تھا اور گول تھا۔ (صحیح مسلم، جلد ۶ ص ۳۶)  
ربیع بنعت معوذ صحابیہ سے عمار بن یاسر کے پوتے  
نے کہا کہ نبی ﷺ کا کچھ طبع بیان فرمائیے تو انہوں نے  
فرمایا: لو رایتہ ورایت الشمس طالعة اگر تم حضور کو  
دیکھتے تو لگتا کہ تم نے طلوع ہوتے ہوئے سورج کو دیکھا  
ہے۔ (دارمی بحوالہ رحمۃ اللعالمین حصہ دوم ص ۴۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے  
نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی چیز خوبصورت نہیں دیکھی، لگتا تھا  
سورج آپ ﷺ کے چہرے پر رواں دواں ہے۔ (مشکوٰۃ)  
نبی رحمت ﷺ کے چہرہ پر انوار کے کیا کہنے کہ جسے  
دیکھ کر عبد اللہ بن سلام نے کہا تھا: ان وجہہ لیس بوجہ  
کذاب بے شک یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔  
حضرت ابو طفیل کہتے ہیں کہ آپ ﷺ گورے  
رنگ، چمکتے چہرے اور میانہ قد و قامت کے تھے۔ (مسلم  
جل ۶ ص ۴۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ  
آپ ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ دمک اٹھتا گویا قطعہ  
قمر چاند کا ٹکڑا ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۸۱)  
جب آپ ﷺ غضبناک ہوتے تو چہرہ سرخ ہو  
جاتا، جیسے دونوں رخساروں پر دانتہ اتار نچڑ دیا گیا ہو۔  
(مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۷۷)

حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے  
ایک بار چاندنی رات میں آپ ﷺ کو دیکھا، آپ پر سرخ  
جوڑا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا۔  
آخر (میں اس نتیجہ پر پہنچا) احسن عندی من القمر کہ  
حضور چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ (رواہ ترمذی و دارمی)  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی  
پنڈلیاں قدرے پتلی تھیں، اور آپ ہنستے تو ہر طرف تبسم



لپک کر بجالاتے ہیں۔ ستار و کرم، نہ ترش اور نہ لغو گو۔  
(زاد المعاد جلد ۲ ص ۵۴)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا وصف بیان کرتے  
ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نہ لمبے ترنگے تھے نہ پست قد،  
لوگوں کے حساب سے درمیانہ قد کے تھے۔ بال نہ زیادہ  
گھنگریالے تھے نہ بالکل کھڑے کھڑے بلکہ دونوں کے بیچ  
بیچ کی کیفیت تھی۔ رخسار نہ بہت زیادہ پُر گوشت تھے، نہ  
ٹھوڑی چھوٹی اور پیشانی پست، چہرہ کسی قدر گولائی لئے  
ہوئے تھا۔ رنگ گورا گلابی، آنکھیں سرخی مائل، پلکیں لمبی،  
جوڑوں اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، سینہ پر ناف  
تک بالوں کی ہلکی سی لکیر، بقیہ جسم بال سے خالی، ہاتھ اور  
پاؤں کی انگلیاں پُر گوشت، چلتے تو قدرے جھٹکے سے  
پاؤں اٹھاتے اور یوں چلتے گویا کسی ڈھلوان پر چل رہے  
ہیں۔ جب کسی طرف ملتفت ہوتے تو پورے وجود کے  
ساتھ ملتفت ہوتے، دونوں کندھوں کے درمیان مہربوت  
تھی، آپ سارے انبیاء کے خاتم تھے، سب سے زیادہ سخی  
دست اور سب سے بڑھ کر جرأت مند، سب سے زیادہ  
صادق اللہ اور سب سے بڑھ کر عہد و بیان کے پابند وفا،  
سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے شریف ساتھی، جو  
آپ کو اچانک دیکھنا بیت زدہ ہو جاتا، جو جان بچان کے  
ساتھ ملتا محبوب رکھتا، آپ کا وصف بیان کرنے والا کبھی  
کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد  
آپ ﷺ جیسا نہیں دیکھا۔ (ابن ہشام، ترمذی مع شرح  
تحفۃ الاحوذی بحوالہ الریتق الختم ص ۷۷۰)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
آپ ﷺ کا پیکر درمیانی تھا، دونوں کندھوں کے درمیان  
دوری تھی، بال دونوں کانوں کی لوٹک پچھتے ہوئے تھے،  
میں نے آپ کو سرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے دیکھا،  
آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی خوبصورت چیز کبھی نہیں  
دیکھی۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۴۷۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ سعادت اور شرف حاصل ہوا  
کہ انہوں نے حالت ایمان و اسلام میں نبی ﷺ کے چہرہ  
پر انوار کی زیارتیں کیں۔ وہ چہرہ اقدس کہ جس کی حالت  
ایمان میں کی گئی ”زیارت“ اخروی فوز و فلاح اور نار جہنم  
سے نجات کی ضامن ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:  
[لَا تَمَسُّ النَّارُ مَسْطَمًا رَأَىٰ أَوْ رَأَىٰ مِنْ رَأَىٰ]  
(ترمذی)

”اس مسلمان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے  
مجھے دیکھا، یا اسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔“  
لہذا اس فرمان نبوی کے پیش نظر خوش قسمت اور  
خوش نصیب تھے وہ لوگ کہ جو چہرہ پر انوار کی زیارت سے  
مشرّف ہوئے۔ اس مضمون میں ہم جمال مصطفیٰ ﷺ کو  
صحابہ کرام کے بیان کردہ تاثرات کی روشنی میں پیش کریں  
گے۔ کیونکہ وہی نفوس قدسہ تھیں کہ جنہوں نے نبی ﷺ کے  
چہرہ اقدس کی خوب زیارتیں کیں اور پھر اپنے اپنے انداز  
سے اسے بیان کیا۔ چنانچہ ہجرت کے وقت نبی ﷺ ام  
معدنہ خاتمہ کے خیمے سے گزرے تو اس نے آپ کی روانگی  
کے بعد اپنے شوہر سے آپ کے طبع مبارک کا جو نقشہ کھینچا  
وہ یہ تھا: چمکتا رنگ، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، نہ  
توندے پن کا عیب نہ گتھے پن کی خالی، سفید سیاہ  
آنکھیں، سیاہ سرگین پلکیں، باریک اور باہم لے ہوئے  
اُرد، چمکدار کالے بال، خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں  
تو پُر کشش، دور سے (دیکھنے میں) سب سے تابناک و  
پر جمال، قریب سے سب سے خوبصورت اور شیریں، گفتگو  
میں چاشنی، بات واضح اور دلوگ، نہ مختصر نہ فضول، انداز  
ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد، نہ  
پست کہ نگاہ میں نہ سچے، نہ لمبا کہ ناگوار لگے، و شاخوں  
کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں جو سب سے زیادہ  
تازہ خوش مضر ہے۔ رضاء آپ کے گرد حلقہ بنائے  
ہوئے حکم فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں، کوئی حکم دیں تو



مسیحی اشاعت خانہ 36 فیروز پور روڈ لاہور کی شائع کردہ کتاب ”قاموس الکتاب (لغات بائبل مولفہ ایف ایس خیر اللہ (پادری) میں لکھا ہے:

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ عیسوی کا آغاز یسوع مسیح کی پیدائش کی تاریخ سے ہوا۔ مسیح کی پیدائش کی تاریخ یا سال کا صحیح علم کسی کو نہیں۔ غالباً ان کی پیدائش 753 ویں سال میں ہوئی۔ رومی کیلنڈر شہر روم کی بنیاد کے روایتی سال سے شروع ہوتا ہے۔ اسے A.U.C جو ab urbe Condita کا مخفف ہے جس کا مطلب ”شہر (روم) کی بنیاد سے“ پکارتے ہیں۔ اس رومی سال کے بارہ مہینے تھے جو 29 اور 30 دن کے ہوتے ہیں۔ ہر سال میں کچھ دنوں کا اضافہ کیا جاتا، تاکہ شمسی سال اور سرکاری سال میں ہم آہنگی قائم رہے۔ لیکن بعض رومی افروں نے جن کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ حساب کر کے دنوں کا اضافہ کریں لاپرواہی کی۔ یوں قیصر یولیس Julius Caesar کے عہد میں شمسی اور سرکاری سال میں دو تین ماہ کا فرق پڑ گیا۔ قیصر یولیس نے اس فرق کو دور کرنے کے لیے رومی کیلنڈر کی اصلاح کی اور کوشش کی کہ نقطہ اعتدال لیل و نہار یعنی موسم بہار کا وہ دن جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں، 21 مارچ کو ہی آئے۔ اس نے یہ اصلاح سنہ 753 A.U.C کو کی۔ چنانچہ اسے پہلا یولین سال پکارا گیا۔ یہ تقریباً 45 ق م تھا۔ یہ رومی کیلنڈر چھٹی صدی عیسوی تک استعمال ہوتا رہا۔ 525 عیسوی میں ایک راہب بنام ڈیونیسس ایکسیوس Dionysius Exiguus نے خیال پیش کیا کہ بجائے رومی سال کے عیسوی سال رائج کرنا چاہیے۔ یسوع مسیح کی پیدائش اس کے حساب کے مطابق 753 A.U.C میں ہوئی تھی۔ اس طرح اُس نے سنہ عیسوی کی بنیاد ڈالی۔ رفتہ رفتہ یہ کیلنڈر مقبول ہوا۔ لوگوں نے سالوں کا شمار اس تاریخ سے کیا اور یوں قبل از مسیح اور عیسوی سالوں کا حساب شروع ہوا۔ لیکن راہب موصوف سے حساب میں چند سالوں کی غلطی ہوئی کیونکہ مسیح کی پیدائش کا سال تعین کرنے کے لیے ذیل کی باتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے:

- (1) یسوع مسیح ہیرودیس بادشاہ کی وفات سے پہلے پیدا ہوئے۔ (متی: 2:19)
- (2) لوقا 2:2 میں ذکر ہے کہ مسیح کی پیدائش

## عیسوی کیلنڈر کی حقیقت

جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری

سال 365 دن، پانچ گھنٹوں، 48 منٹ اور 46.1 سیکنڈ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک ماہ کم از کم 29 دن، 12 گھنٹوں، 44 منٹ اور 2.8 سیکنڈ پر مشتمل ہوگا۔

مروجہ کیلنڈر (عیسوی کیلنڈر) یورپ کی فتوحات اور دنیا کے اکثر علاقوں کے یورپی کالونیاں بننے سے پوری دنیا میں پھیل گیا اور 1900ء (بعد از مسیح) میں ایک طرح سے یونیورسل کیلنڈر بن گیا۔ 1900ء بعد از مسیح کا سال، چین میں کوانگ ہشو کا 26 واں، تبت میں 2444 واں، یہودیوں میں 5661 واں سال تھا۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا سال 354 دن کا ہوتا ہے یا ان کا نیا سال 17 اپریل سے شروع ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں جو یونیورسل کیلنڈر رائج ہے، اس کے مطابق یہ 2015ء کا سال ہے جو شروع ہوا ہے مگر جدید تحقیق کے مطابق یہ ہند سے صحیح نہیں۔ نیو یارک سے 1979ء میں شائع ہونے والی کتاب

"In search of historic jesus" by I

rodgy and C.E.Sellier" صفحہ 32 سے 34 تک بحث ہے کہ ”اس کیلنڈر میں حساب کے دوران پانچ سال کی غلطی ہو چکی ہے“۔ یعنی موجودہ سال 2015ء نہیں، بلکہ 2020ء ہوگا۔ 2000ء کے آخر میں پاکستان کے ایک ماہنامہ میں جرمن سے ایک صاحب نے مکتوب لکھا تھا اور بتایا تھا کہ ”سن 526ء مسیح میں روم کی حکومت نے وقت کے بڑے پادری ”ڈیونیس ایکسی گرا“ (Dionysius Exiguus) کو ذمہ داری سونپی کہ وہ ایک کیلنڈر تیار کرے جو عیسوی کیلنڈر کہلائے۔ مگر بڑے پادری کے حساب میں غلطی ہو گئی اور وہ حضرت عیسیٰ کی زندگی کے پانچ سال کھا گیا۔ یعنی محققین کی رائے کے مطابق حضرت عیسیٰ 6 سال قبل مسیح میں پیدا ہوئے تھے اور ہم ڈیونیس ایکسی گس کے بتائے کیلنڈر کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں۔“

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

نیا سال (2015ء) شروع ہو چکا ہے۔ یہ سال جس مروجہ کیلنڈر کے مطابق شروع ہوا ہے وہ یونیورسل حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ (عرف عام میں سمجھا جاتا ہے کہ اس کو حضرت عیسیٰ کی ولادت کے حساب سے وضع کیا گیا تھا۔) اس کیلنڈر کے علاوہ ہمارے ہاں سن بھری بھی رائج ہے جو رسول اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے مطابق ترتیب دیا گیا تھا (اس کا سن 1436ھ ہے)۔ ایک دیسی کیلنڈر بھی چلتا ہے جس کے مطابق یہ سال (جو چل رہا ہے) 2071 ب ہے۔ تبت میں مہاتما بدھ کے نروان حاصل کرنے سے سن کا آغاز ہوتا ہے۔ چین میں کوانگ ہشو کا سال ہے۔ جرمن ریاستوں نے 1700ء میں اپنا کیلنڈر بنایا تھا۔ (اس سے قبل جرمن لوگ وقت کی تقسیم سفر کی دوری سے ناپتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک شہر سے دوسرے شہر کی دوری 10 دن کی مسافت پر ہے تو وہ مستقبل کے 10 دن شمار ہوتے، پچھلے شہر کی مسافت ماضی کے دن شمار ہوتے)۔ پرانے جرمنی میں اسی طرح وقت کی تقسیم ہوتی تھی۔ لیبیا کے حکمران عمر قذافی مرحوم نے اپنے ہاں وفات النبیؐ کے لحاظ سے کیلنڈر بنا رکھا تھا۔ اگر وہ زندہ اور حکومت میں رہتے تو ان کے مطابق موجودہ سال 1383 ہوتا، (حالانکہ سن بھری کے مطابق وفات النبیؐ کے لئے 1425 ہونا چاہئے)۔ اسی طرح انہوں نے اس سال کے مہینے بھی الگ بنا رکھے تھے۔ جن کے مطابق پچھلا مہینہ ”الکانون“ ہوتا جبکہ اس سے پچھلا مہینہ ”المارث“ ہوتا۔

پتھروں کے زمانے سے وقت کی تقسیم کے پیمانے مختلف رہے تھے۔ زیادہ تر اقوام چاند کے طلوع و غروب سے وقت کی تقسیم کرتی تھیں۔ یہ تقسیم آسان تھی اور اسی کو اسلام میں رواج ملا۔ بعد میں وقت کی تقسیم سورج کے سالانہ سفر کے مطابق کی گئی تو یہ بات سامنے آئی کہ ایک

سورہ کے حاکم کورنٹس کے عہد میں پہلی اسم نویسی کے دوران ہوئی۔ یہ اسم نویسی 8 ق م میں ہوئی تھی لیکن اس میں ایک دو سال کی تاخیر ہوئی۔

(3) لوقا 2: 2-1 سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوحنا ہتسمہ دہنے والے کی خدمت کا آغاز تیریس قیصر کے عہد کے پندرہویں سال میں ہوا۔ اگر تیریس نے 11 عیسوی میں حکومت کی پوری باگ ڈور سنبھالی تو یہ 26 عیسویں کا واقعہ ہے جب یوحنا نے خدمت شروع کی۔ مسیح اس وقت تقریباً 30 سال کے تھے۔ (لوقا: 3: 33) سو اُن کی پیدائش 30 سال پہلے ہوئی، 26 میں 30 نکالنے سے ہم 5 ق م پر پہنچتے ہیں۔

(4) مسیح کی زمینی خدمت کے دوران ہیرودیس کی ہیکل ابھی زیر تعمیر تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا 20: 2 کے مطابق ہیکل کو پاک کرنے کا واقعہ اُس کی تعمیر کے چھیالیسویں سال میں رونما ہوا۔ ہیکل کو از سر نو 20 ق م میں تعمیر کرنا شروع کیا گیا تھا۔ یوں چھیالیسواں سال 26 عیسوی بنتا ہے۔ اس میں سے 30 سال منفی کریں تو ہم 5 ق م کی تاریخ پر آتے ہیں۔ اس شہادت کی بنا پر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مسیح کی پیدائش 4 یا 6 ق م کے سال میں ہوئی ہوگی۔ (صفحہ نمبر: 548-547)

نومبر کے آخری ہفتے میں (25 نومبر 2012ء کے اخبارات کے مطابق) سابق پوپ بینی ڈکٹ نے اپنی نئی کتاب میں واضح کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش 25 دسمبر اور جو پیدائش سال مشہور ہے یہ صحیح نہیں۔ اس پر بعض حلقوں نے حیرانی کا اظہار کیا جبکہ ان کا کہنا ٹھیک ہے اور حقائق اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ ”یسوع مسیح“ (Jesus Christ) میں لکھا ہے کہ ”حیات مسیح پر لکھنے کی کوششیں ترک کر دی جائیں کہ اس کے لئے مواد موجود نہیں، ان کی زندگی کے ان دنوں کی تعداد 50 سے زیادہ نہیں جن کے متعلق ہمارے پاس کچھ ریکارڈ ہے۔“

ماضی قریب کے معروف انگریز مسیح مبلغ ذین انجی (Dean Inge) نے بھی اپنی کتاب

”Christian Ethics and Modern Problems“ میں لکھا ہے کہ ”حضرت مسیح کی کوئی حقیقی سوانح عمری کبھی نہیں لکھی گئی۔“ صرف انجیل میں حضرت عیسیٰ کے

حالات و نظریات اور عقائد کا بیان ہے، مگر وہ حالات مفصل نہیں۔“

حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے دن اور پھر اسی حوالے سے کیلنڈر کی تقویم کے بارے میں سوالات ایک اور وجہ سے بھی اُٹھ رہے ہیں۔ عام طور پر معروف ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش 25 دسمبر ہے اور پوری دنیا میں اسی حوالے سے کرسمس کا دن منایا جاتا ہے۔ جبکہ لوقا کی انجیل (باب 2 آیت 8) کے مطابق حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے بارے میں لکھا ہے: ”اسی علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلے کی نگہبانی کر رہے تھے۔“

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش کا موسم ایسا تھا کہ جب لوگ اپنے جانوروں کے ساتھ کھلے آسمان کے نیچے ہوتے تھے، جبکہ دسمبر کا مہینہ شدید سردی کا ہوتا ہے۔ فلسطین میں تو دسمبر بارش، سخت دھند اور برف باری کا مہینہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت مریم آپ کی ولادت کے وقت کھجور کے درخت کے نیچے گئیں۔ اس وقت کھجور پر پھل موجود تھا۔“ کھجور پر پھل کا موسم جون، جولائی میں ہوتا ہے۔ ایک عیسائی مفسر ”اے جے گریو ایم اے ڈی A.J.GRAW.M.A.D“ تفسیر ”میکس“ میں انجیل لوقا کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”یہ موسم ماہ دسمبر کا نہیں ہو سکتا۔ ہمارا کرسمس ڈے مقابلاً بعد کی ایک روایت ہے جو کہ پہلے پہل مغرب میں پائی گئی۔“ اسی طرح بشپ جارجس اپنی کتاب (Rise of Christianity) میں تحریر کرتے ہیں کہ ”اس تعین کا کوئی قطعی ثبوت نہیں کہ 25 دسمبر ہی مسیح کی پیدائش کا دن ہے۔ اگر ہم لوقا کی کہانی پر یقین کر لیں کہ اس موسم میں گذریے رات کے وقت اپنی بھیڑوں کی نگرانی بیت اللحم کے قریب کھیتوں میں کرتے تھے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش موسم سرما میں نہیں ہوئی کہ جب رات میں نمبر پچر اتنا گر جاتا ہے کہ یہودیہ کے پہاڑی علاقے میں برف باری علام بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کرسمس ڈے کافی بحث و تمحیص کے بعد 300ء میں متعین کیا گیا ہے۔“

ایک رسالہ ”مینار نگہبانی“ بحریہ جنوری 1999ء کے صفحہ 29 پر لکھا ہے: ”ہسٹری ٹو ڈے کے مطابق روم کے بادشاہ ”اورلین“ نے پال میرا کی ملکہ ”لوپیا“ کو شکست دینے کے بعد وہاں کے مندر سے سورج دیوتا کے

جسموں کو اٹھایا اور اپنے نئے بنائے گئے مندر میں رکھا تو 674ء میں 25 دسمبر کو سورج دیوتا کا تہوار منایا گیا۔ بعد ازاں جب روم کے حکمرانوں نے مسیحیت قبول کر لی تو یہی تہوار مسیح کے جنم دن کے طور پر منانے لگے تاکہ پرانے تہواروں کی مقبولیت سے فائدہ اٹھا کر دین مسیح کو رواج دیا جاسکے۔“

سوال پیدا ہوتا ہے کہ 25 دسمبر یوم ولادت مسیح کس بنیاد پر منایا جاتا ہے اور یہ دن بطور ولادت مسیح کس نے تعین کیا ہے؟ کیا مروجہ اناجیل میں کہیں یہ دن منانے کا کوئی حکم موجود ہے؟ حضرت عیسیٰ نے بذات خود اپنی زندگی میں 25 دسمبر بطور کرسمس ڈے منایا؟ اس کے بعد عیسیٰ کے حواریوں کو دیکھئے کیا انہوں نے کرسمس ڈے کا اہتمام کیا؟ حواریوں کو بھی چھوڑیے سینٹ پال جس نے دین مسیح کی تجدید کی، اس کے خطوط میں بھی ایسا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تاریخ ولادت یسوع مسیح سے متعلق صحیح معنوں میں کوئی بھی باخبر نہیں۔ تاریخ دن تو دور مہینہ اور سال ولادت کا بھی حتمی علم نہیں۔

حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی تاریخ اور جائے پیدائش غیر یقینی ہے۔ مرقس اور یوحنا اپنی انجیل میں کچھ نہیں لکھتے۔ ہماری معلومات کے ذرائع صرف یسوع مسیح کی پیدائش اور بچپن کے وہ از حد متضاد بیانات ہیں جن میں ایک طرف تو متی ابواب 1-2 کی وہ کہانی ہے جس میں یسوع کی پیدائش اور بچپن کو ہیروڈ اول کے عہد اور اس کی حکومت بدلنے (4 ق م) سے منسوب کیا گیا ہے اور دوسری طرف لوقا باب 2 کی رو سے یسوع کی پیدائش شہنشاہ اوگسٹس کے عہد میں یہودیہ میں ہونے والی مردم شماری 6ء سے منسوب کی گئی ہے۔ اس بیان میں یہ بات از حد اہم ہے کہ ہیروڈ بادشاہ جس کے عہد میں اناجیل میں یسوع کی پیدائش بیان کی گئی ہے، یسوع کے پیدا ہونے سے تقریباً دس سال قبل مر چکا تھا۔ یسوع مسیح کی تاریخ ولادت کا کہیں بھی پتہ نہیں چلتا۔ عہد نامہ جدید سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس رات گذریے بھیڑوں کو لئے ہوئے بیت اللحم کے کھیتوں میں موجود تھے لیکن انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں کرسمس ڈے کے آرکیکل پر لکھنے والے نے اس پر تنقید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”دسمبر کا مہینہ تو ملک یہودیہ میں سخت سردی اور بارش کا مہینہ ہے،





حکمت عملی کے سبب الٹ کر رہ گئیں۔

جب قسم کھانے کے بعد جلسہ برخاست ہوا تو  
فحوائے آیت:

﴿وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ  
أُفْوَجًا﴾

”لوگ جوق در جوق توبہ کرنے کو آتے تھے۔“

(اخبار اہل حدیث امرتسر، یکم اپریل ۱۹۲۱ء)

### مزید اثرات جو علاقہ پر مرتب ہوئے:

مولانا میر محمد صاحب ساکن بھائیڑی ضلع گورداس  
پور کی زبانی سنئے: موضع کوٹ ارائیاں، ٹھیکری والا چوہدری  
والا تاڑی راجپوتان کا بنودان و کیڑی درجوا بھٹیاں موضع  
برائے ملک پور و بٹالہ سری گوبند پور اور خصوصاً بھائیڑی اور  
ازگرد قادیان وغیرہ وغیرہ۔ بعض گاؤں میں تو عاجز کا گذر  
ہوا اور بعض گاؤں کے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔

لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا تھا کہ قادیانی گروہ  
کو اب یہ لوگ بہ نسبت پہلے کے سخت حقارت کی نظر سے  
دیکھتے اور یاد کرتے ہیں۔

عاجز فتح گڑھ چڑیاں، ضلع گورداس پور میں جلسہ  
اسلامیہ میں حاضر ہوا اور اس علاقہ کے لوگوں سے  
ملاقات ہوئی، گفتگو سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ لوگ قادیانی  
گروہ کو بالکل باطل راستے پر خیال کرتے ہیں۔

خاکسار کے خیال میں قادیانی گروہ کا اثر قادیان  
میں ردپیہ میں ایک آنہ رہ گیا ہے اگر اس دھوم دھام سے  
محمدی جلے لوگوں کو نصیب ہوتے رہے اور علماء کرام خصوصاً  
فاتح قادیان اور مولانا ابراہیم سیالکوٹی جلسہ میں تشریف  
لاتے رہے تو قادیانی گروہ کا اثر نواح قادیان میں دامن  
جھازد خیر باد کہہ کر آنسو گراتا ہوا رخصت ہو جائے گا۔  
(اہل حدیث ۲۳ جولائی ۱۹۲۱ء)

مولانا میر محمدی صاحب موضع کانہواں کی بابت  
وہاں کے لوگوں سے اپنی گفتگو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
”خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ کے قصبہ میں کس قدر  
احمدی لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم بیس آدمی  
مستقل تھے اور مذہب کئی آدمی تھے لیکن جلسہ محمدی  
(قادیان) کے بعد تمام لوگوں نے توبہ کی مگر ایک مذہب  
امید ہے کہ وہ بھی توبہ کر جائے گا۔“ (فتنہ قادیانیت اور  
مولانا ثناء اللہ ۱۵۳)



جناب مولانا محمد اشرف جاوید

## جلسہ اسلامیہ ۱۹۲۱ء کے ثمرات

مؤکد بعد اب قسم کھائیں اور دو سو روپے انعام لیں۔“  
..... مولانا امرتسری جانتے تھے کہ عوام کو ذہنی انتشار اور  
شک و تذبذب میں مبتلا کرنے کے لیے قادیانیوں کی یہ پر  
فریب چال ہے۔

### مولانا کا اعلان حق:

آپ نے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ ”اگر منشی قاسم  
علی قادیانی سرکردہ جناب ڈپٹی صاحب کے پاس روپے رکھ  
دیں تو میں قسم کھانے کے لیے تیار ہوں۔“ منشی صاحب  
نے ادھر ادھر کی باتیں بنا کر رقم واپس لے لی ۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء  
کو مولانا کی تقریر کے دوران یہ واقعہ پیش آیا۔

اس کے بعد حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے  
خاص اسی قسم اور تعین نوعیت و مدت عذاب پر پرمغز تقریر  
کی اس تقریر کے دوران مولانا امرتسری نے اٹھ کر فرمایا:  
”اچھا روپیہ دینے کو تو یہ شرط مشروط لگاتے ہیں مگر میں بغیر  
روپے لیے ہی ان کی تسلی کیے دیتا ہوں۔“

اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”میں خدا تعالیٰ کی قسم  
کھا کر کہتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ  
ہیں اور مرزا اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔“

آپ کے بعد مولانا میر سیالکوٹی نے بھی ایسے  
الفاظ میں قسم کھائی اور کہا ”جن تیس دجالوں کی خبر حدیث  
میں وارد ہے ان میں سے ایک ہم مرزا (قادیان) کو  
مانتے ہیں کہ وہ بھی انہی کی طرح جھوٹا ہے۔“

ان دونوں بزرگوں کا قسم کھانا تھا کہ سارے جلسہ  
میں شادمانی کی لہر دوڑ گئی اور قادیانیوں کا حال ان تمام تر  
چلتر بازیوں کے باوجود یہ ہوا کہ

فغلبوا هنالك وانقلبوا صغرين

”وہیں کے وہیں مغلوب ہو کر رہ گئے اور ذلیل

دخوار ہو کر واپس پلٹے۔“

قادیانی حضرات نے اپنی ان چال بازیوں سے جو  
تو قعات قائم کر رکھی تھیں وہ مولانا کی مومنانہ بصیرت اور

جلسہ سے لوگوں کی دل چسپی کا یہ عالم تھا کہ تینوں  
دن صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک دوپہر ۲ بجے سے ۶ بجے  
تک اور رات ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک تقریریں ہوتی تھیں  
پھر بھی عوام اکتانے کی بجائے [ہل من مزید] کی استدعا  
کرتے تھے۔

اس جلسہ کی بابت مسلمان تو مسلمان قادیان کے  
ہندو بھی علی الاعلان کہتے تھے کہ مسلمانوں کا یہ جلسہ جس  
شان اور امن و محبت سے ہوا ہے مرزا صاحب کے  
مریدوں کا ایسا جلسہ کبھی نہیں دیکھا۔ (اتحاد امرتسر جلد ۱۵  
شمارہ ۵۱۷۱ بحوالہ فتنہ قادیانیت ص ۱۵۰)

### من شہدہ لہ حدیث:

لدھیانہ میں شیخ الاسلام اور منشی قاسم علی ایڈیٹر  
الغاروق کا مناظرہ ہوا اس مناظرہ میں حضرت شیخ فاتح  
قادیان نے مرزاویت کو شکست دی اور تین سو روپے انعام بھی  
حاصل کیا یہ واقعہ اس جلسہ سے تقریباً ایک ماہ قبل کا تھا۔

منشی قاسم نے اپنی فحالت منانے کے لیے حضرت  
کو اس جلسہ میں مباحثہ کی دعوت دی موضوع تھا ۱۵ مارچ  
۱۹۰۷ء والا اشتہار ”مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ  
آخری فیصلہ“ کہ جھوٹا پہلے مر جائے گا۔

لکھا ہے کہ مولانا امرتسری تو اس قسم کے مواقع کی  
حلاش میں رہتے تھے آپ نے منشی جی کے تمام مطالبات  
تسلیم کرتے ہوئے صرف ایک شرط پیش کی کہ اپنے خلیفہ  
سے نیابت حاصل کر کے آؤ اور ہمت ہے تو مرد میدان بنو!  
ورنہ خاموش کہ اس شور و فغاں چیزے نیست“

### اشہار

مرزاویت نے چند اشتہارات میں ایک اشتہار شائع  
کیا جس کا مضمون یہ تھا ”مولوی ثناء اللہ صاحب دل سے  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل ہیں مگر اوپر اوپر سے  
لوگوں میں حیات مسیح کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر سچے ہیں تو



# اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: جناب پروفیسر محمد حسین ظفر

عَفَّوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١﴾ (البقرة)

قرب الہی کا اس سے بہتر راستہ اور کیا ہو سکتا ہے.....؟ آپ کی اطاعت اور پیروی گناہوں کی بخشش کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سعادت حاصل کرنے کی توفیق دے۔

آج تمام شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ لوگ پریشان ہیں۔ اور طرح طرح کی شکایات کرتے ہیں اور اس عزم کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ہم اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ جس کے لیے ہمیں راہنمائی چاہیے۔ یہ جذبہ قابل قدر ہے۔

ایسے تمام حضرات و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اولین فرصت میں سیرۃ النبی ﷺ کا گہرا مطالعہ کریں اور اس سے راہنمائی حاصل کریں، یہی نجات اور کامیابی کا راستہ ہے۔ اس لیے دین اسلام مکمل ہو چکا ہے۔

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لہذا آپ کا طریقہ شریعت قیامت تک کے لیے ہے اور آپ ﷺ کی نبوت عالمگیر ہے۔ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ﴾

اب ہر طرح کی رہنمائی آپ سے لینا ہوگی۔ خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عبادت سے، تجارت سے ہو یا معاملات سے، قانون سے ہو یا حکمرانی سے، معاشرتی زندگی ہو یا معاشی، انفرادی ہو یا اجتماعی، خاندانی ہو یا قبائلی، خوشی ہو یا غمی، قومی مسائل ہوں یا بین الاقوامی، غرضیکہ زندگی سے متعلق کوئی مسئلہ ہو۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسوہ حسنہ کو ہی اپنے لیے نمونہ سمجھے اور آپ ﷺ سے محبت کا اولین تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ سے محبت تمام تعلقات اور رشتوں سے مقدم ہو۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے ہمارا پیار والدین اور اولاد سے بھی زیادہ ہو، یہی ایمان کی تکمیل ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ماہ ربیع الاول اس اعتبار سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی اور اسی مہینے میں آپ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اسی وجہ سے اس ماہ میں واعظین اپنی وعظ میں، خطباء اپنے خطبوں میں، اہل قلم اپنی تحریروں میں، علماء اور دانشور اپنی گفتگو میں سیرت النبی ﷺ کو موضوع سخن بناتے ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلو اپنے اپنے انداز میں اجاگر کرتے ہیں اور سیر حاصل روشنی ڈالتے ہیں۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

کے تحت آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر پہلو تمام مسلمانوں کے لیے بلا تفریق واجب الاطاعت ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ نہ صرف محفوظ ہے، بلکہ نہایت قابل اعتماد اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا دیا گیا ہے۔ اس میں مستند ترین ذریعہ قرآن حکیم ہے۔

سید عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ کی بابت سوال کیا گیا تو جواباً آپ نے فرمایا: کیا آپ قرآن حکیم نہیں پڑھتے۔ [کان خلقه القرآن]

اس کے بعد سیرت کا دوسرا ماخذ احادیث شریف کا وہ عظیم ذخیرہ ہے جسے محدثین کرام نے صحیح قرار دیا ہے اور صحیح اسناد کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کے ساتھ آپ کے اوصاف حمیدہ، خصائص، معاملات، اخلاقیات، انداز گفتگو، دعوت کا اسلوب، معاشرتی زندگی، قومی اور بین الاقوامی تعلقات، مغازی، آپ کے بصیرت افروز فیصلے، ازدواجی زندگی کا تذکرہ، جمیل سیرت کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ سیرۃ النبی ﷺ پر انتہائی معتبر اور مستند کتب دستیاب ہیں۔ جن کی ثقاہت اور عدالت پر علماء امت متفق ہیں۔

ان تمام ذرائع سے آپ ﷺ کی لمحہ بہ لمحہ ڈائری ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ جسے دیکھ کر ہم راہ ہدایت پا سکتے ہیں اور آپ کی اتباع اور اطاعت ہی سے ہم اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر سکتے ہیں۔ فرمایا ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ يُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ

[فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَ وَلَدِهِ]

یہاں یہ بات ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ جب آپ کی ذات اور شخصیت سے محبت سب پر غالب ہوگی۔ تو آپ کا قول و عمل بھی محبوب ترین ہوگا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف تو محبت کے دعوے ہوں تو دوسری طرف عملی مخالفت بھی؟ کم از کم ایک مسلمان سے ایسی توقع نہیں ہو سکتی!

نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تھی اور ان کا خاصہ یہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے حکم پر جان قربان کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے۔ وہ پاک باز ہستیاں ہمہ وقت آپ کی صحبت میں رہتی تھیں، آپ ﷺ کی زیارت کرتیں۔ دل و جان سے محبت کا اظہار کرتیں اور عملی طور پر اس کا ثبوت بھی فراہم کرتیں۔ جیسا کہ آپ کو دیکھتے، ہو بہ ہو اس کی نقل کرتے۔ جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا:

﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُلَاقِيَنَّكَ قَبْلَ تَرْجُئِهَا قَوْلٍ وَ جْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوُكُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرة)

تو ایک صحابی جس نے آپ کے ساتھ نماز عصر ادا کی تھی اور بعد میں وہ انصار کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا جو نماز عصر باجماعت ادا کر رہے تھے تو اس نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ مسجد اقصیٰ سے بیت اللہ (یعنی مکہ مکرمہ) کی طرف کر لیا ہے۔ انصار اس وقت حالت رکوع میں تھے۔ اسی حالت میں انہوں نے اپنا رخ تبدیل کر لیا اور رکوع سے اٹھنا بھی گوارا نہ کیا۔ یہ آپ سے محبت اور تعلق کا وہ جذبہ تھا کہ بات معلوم ہوتے ہی آپ ﷺ کے نقش قدم پر عمل کرتے اور حقیقت یہی ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے۔ عربی شاعر نے اس کی صحیح ترجمانی کی ہے:

فان المحب لمن يحب مطيع  
اسی طرح شراب کی حرمت کا جب حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں منادی کرا دی اور جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہوا تو فوراً ان تمام مکملوں کو انڈیل دیا جن میں شراب تھی۔ یہاں تک کہ شراب گلیوں میں پانی کی طرح بہنے لگی۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کے اظہار کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین دل و جان سے تسلیم کرے، ان پر عمل کرے اور آپ ﷺ

کے نواسی سے اجتناب کرے اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے اپنی پسند و ناپسند کو خیر باد کہہ دے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو محبت کا دعویٰ محض کھوکھلا ہے۔

آج ہمارے بہت سے بھائی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ زبان سے محبت کا اظہار ہی کافی ہے یا چند ایک نعرے لگا لینے سے حق ادا ہو جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا تُنْقِصُهُمْ لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزَنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاءُ هُمُ جَهَنَّمَ بِمَا كَفَرُوا وَ تَنَكَّبُوا ۝﴾

اگر تم کہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں.....؟ جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اس گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کی ملاقات سے کفر کیا۔ پس ان کے تمام اعمال غارت ہوئے۔ قیامت کے دن ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے اور ان کا بدلہ جہنم ہے۔ کیونکہ انہوں نے کفر کیا، میری آیات اور رسولوں کا مذاق اڑایا۔

ایسا کام جو نبی کریم ﷺ نے نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کا فرمان جاری کیا ہو۔ اگر کوئی شخص یہ کام کر کے نیکی سمجھے یا ثواب کی امید رکھے۔ تو بلاشبہ یہ پیغمبر اسلام ﷺ کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ گویا یہ کام جو ہم کر رہے ہیں، خدا کا پیغمبر ﷺ کو کرنا نہیں آیا۔ العیاذ باللہ۔ اور ایسا کام جس کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ اچھا ہے اور باعث اجر و ثواب ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس پر نبی کریم ﷺ کی تصدیق ہو۔ بصورت دیگر یہ کام ناقابل قبول ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ]

دوسری جگہ فرمایا:

[مَنْ عَمِلَ لِحَدِّثِ لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ]

جس نے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی یا ایسا کام کیا جس کے بارے میں آپ ﷺ نے کوئی حکم جاری

نہ فرمایا ہو تو وہ مردود ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ جب بھی خطبہ ارشاد فرماتے تو کہتے: [أما بعد، فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد، وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة]

”بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور بدترین کام نئے ایجاد کردہ ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔“

یہاں دکھ کے ساتھ عرض کریں گے کہ سیرۃ النبی ﷺ کا مطالعہ اہل علم ہی کرتے ہیں۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ دین میں نئی ایجادات بھی علماء ہی سرانجام دیتے ہیں اور اسے دین بنا کر کارِ ثواب کے لیے عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جب کہ عوام تو دین سے بے بہرہ اور ناواقف ہوتے ہیں۔ جو علماء بیان کریں، ان کے نزدیک وہ دین ہے۔ یہ علماء کرام کی اولین ذمہ داری ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس کا دین سے تعلق نہ ہو۔ محض ظاہری اور عقلی دلیل سے کوئی بات دین کا حصہ نہیں بن سکتی اور کوئی کام جسے ثواب کی نیت سے کیا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل یا قول سے اس کی تصدیق ہوتی ہو، ورنہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جو تجارت سے وابستہ ہیں، معاشی اور اقتصادی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، موجودہ جدید معاشی تقاضے جو بھی ہوں مگر انہیں بہر حال اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ سود کی لعنت سے بچنا ہوگا۔ تجارت میں امانت، دیانت، صداقت، خیر خواہی جیسے اوصاف حمیدہ اختیار کرنا ہوں گے۔ جن کی بدولت خیر و برکت آتی ہے۔ آپ ﷺ سے براہ کرم کون اچھا تاجر ہوگا۔ قبل از نبوت آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے تجارت کی اور انہی سنہری اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بہت منافع کم کر دیا۔ آپ کا اسلوب اور طریقہ بہر حال ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ایک دیانت دار اور امانت دار تاجر کے لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصَّدِيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ] (الترمذی)

ایسا بلند تر مقام تب ہی ملے گا جب کوئی تاجر سیرۃ الرسول ﷺ پر عمل پیرا ہوگا۔

جہاد کی اہمیت اور فضیلت سے کون آگاہ نہیں۔

لیکن یہ کام بھی تب مقبول و منظور ہوگا جب جو آپ ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق ہو۔ خود ساختہ طریقے اور سن مرضی کا جہاد جہاد نہیں، بلکہ فساد ہے۔ نئی ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنا نئے ہتھیار استعمال کرنا عین حق ہے۔ مگر وہ

اصول جو آپ نے بیان فرما دیئے، ان کی مخالفت کرنا ہر گز ہرگز درست نہیں۔ مثلاً بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور رجال دین کو قتل کرنا۔ پھل دار درختوں کو کاٹنا، بلا وجہ املاک کو نقصان پہنچانا اور ایسے لوگوں کا قتل کرنا جو ہتھیار نہ اٹھائیں۔ آج بھی اسی طرح سے ممنوع ہے جیسے صدیوں پہلے تھا۔ آپ ﷺ نے ہمارے لیے یہی اسوہ چھوڑا ہے۔

آج سیرۃ النبی ﷺ سے سب سے زیادہ درس اور سبق حکمرانوں کو لینا چاہیے۔ خاص کر وہ حکمران جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں لیکن عملاً فرعون بنے ہوئے ہیں اور اپنی ہر بات کو حکم نامہ سمجھتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ جس پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف ان کی نسبت ہے انہوں نے ان کے لیے کیا نمونہ اور اسوہ چھوڑا.....؟ آپ ﷺ دیانت و امانت، صداقت و سچائی، ایقانے عہد اور وفاداری کے پیکر تھے۔

آپ ﷺ سادگی، متانت، سنجیدگی، حلم و بردباری، شفقت و محبت، ہمدردی و غمگساری، نرم خوئی اور مہربانی میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ البتہ شریعت کے معاملہ میں کسی قسم کا سمجھوتہ ناممکن تھا۔

مگر موجودہ حکمران اس کے بالکل برعکس ہیں۔ ان میں اخلاق رذیلہ بدرجہ اتم موجود ہیں اور شریعت کی مخالفت میں بھی پیش پیش ہیں۔ شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والے لوگ بھی ان کی نفرت اور توہین کا شکار ہوتے ہیں۔ خلاف شرع کام کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

ماہ ربیع الاول دراصل ہمیں یہ عظیم الشان سبق یاد دلاتا ہے کہ ہم جس نبی اور رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ ان کی تعلیمات و ہدایات ہی ہماری کامیابی و کامرانی اور دونوں جہانوں میں نجات کا ذریعہ ہیں۔ آپ ﷺ کا پیغام عالمگیر ہے اور قیامت تک آنے والے بنی نوع انسانوں کے لیے ہے۔ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کی رحمت کا حق دار وہی ہے جو آپ ﷺ کی عطا کردہ شریعت پر عمل کرے۔ اس لیے ہم سب کو اپنے اپنے شعبوں میں سیرۃ النبی ﷺ سے بھرپور راہنمائی لینی چاہیے اور اس پر عمل پیرا ہو کر کامیابی حاصل کرنی چاہیے۔ محض دعویٰ سے بھی نتائج حاصل نہیں ہوتے اور نہ ہی خود ساختہ طریقوں سے ہم اللہ تعالیٰ اور پیغمبر اسلام ﷺ کو خوش کر سکتے ہیں۔

آئیے آج ہم اپنے رویوں پر غور کریں اور کتاب و سنت کی حقیقی روح کی طرف لوٹ آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!



# تھر میں قحط سالی اور ہمارے حکمران!

تحریر: جناب لیاقت علی باجوہ فیروز پوری

ہوئے لگیں۔“ (منتخب کنز العمال جلد ۲ ص ۳۹۰ و سیرت عمر رضی اللہ عنہ ص ۲۱۱)

## میرے اہل و عیال:

ایک مرتبہ بازار میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے غلام کی نظر گھی وغیرہ پر پڑی تو اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے چالیس درہم کا خرید لیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اب بازار میں گرانی و نایابی اور قحط کا اثر ہے۔ اب یہ سب چیزیں بازار میں آنے اور بننے لگی ہیں اس لیے اب آپ بھی استعمال کریں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اے فقراء میں خیرات کرو میرے اہل و عیال کے لیے اس وقت تک حلال نہیں جب تک یہ سب چیزیں عام طور سے میسر نہ ہونے لگیں۔“ (اشہر مشاہیر الاسلام جلد ۱ ص ۳۶۲)

## جب تک لوگوں کی زندگی معمول پر نہ آجائے:

ایام قحط میں ایک شخص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شہد کا شربت پیش کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میرے نفس پر اس کا اس وقت استعمال جائز نہیں جب تک لوگوں کی زندگی معمول پر نہ آجائے۔“

اسی طرح ایک صاحب نے اپنے علاقہ سے حلوہ بنا کر پیش کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اللہ کی قسم! میں اسے اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ اس طرح کی چیزیں سب مسلمانوں کو میسر نہ ہونے لگیں۔“ (منتخب کنز العمال جلد ۴ ص ۲۰۷ و احیاء العلوم جلد ۴ ص ۲۳۶)

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے اونٹ کے کوہان کا گوشت اور کبھی پیش کیا اور کہا: ”آج عام لوگوں نے ہی اونٹ ذبح کیا ہے اب یہ چیز سب لوگوں کو ملنے لگی ہے۔“ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں کیا برا حاکم ہوں کہ

سندھ کا علاقہ قحط خشک سالی کی وجہ سے مشہور ہے۔ بارشیں بہت کم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کے لیے بہت زیادہ مشکلات رہتی ہیں۔ انسان جانور پرندے بھوک اور پیاس کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے دی گئی امداد میں کرپشن کے بڑے بڑے ثبوت واضح ہو رہے ہیں۔ بجائے خود ان قحط و خشک سالی سے مجبور لوگوں کی امداد کرنے کے جو امداد ان غریبوں کے نام آ رہی ہے ہمارے وزیر مشیر بڑے بڑے پٹیوں والے اس امداد کو بھی ہزپ کر رہے ہیں۔ ایسے میں حکومت کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت کے ان واقعات کو سامنے رکھنا چاہیے۔

## اپنے نفس پر گھی کو استعمال نہ کرنا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ”اے عمر! تو برا حاکم ہے اگر تو نے قحط میں اچھا کھایا اور تیری رعایا کو ردی اناج کھانا پڑا۔“ اس قحط میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس پر بھی گھی کا کھانا حرام ٹھہرا لیا تھا اور صرف زیتون استعمال کرنے لگے تھے۔ ایک دن اس بے اعتدالی کے سبب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پیٹ کچھ گڑ بڑانے لگا تو فرمایا:

”اے پیٹ! خوب گڑ گڑائے میرے پاس اس کھانے کے سوا کچھ بھی نہیں جب تک عام لوگوں کی زندگی بہتر نہ ہو جائے۔“

(کنز العمال جلد ۴۔ سیرت عمر ۱۱۴)

## ایک دن بھی گوشت نہ کھایا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پورے زمانہ قحط میں جو کہ نو ماہ تک محیط رہا ایک دن بھی گوشت کا ٹکڑا نہ کھایا اور نہ گیہوں کھایا۔ فرمایا کرتے تھے کہ

”اے نفس! یہ چیزیں تجھے اس وقت تک نصیب نہ ہوں گی جب تک یہ چیزیں عام لوگوں کو میسر نہ

اونٹ کے بہترین مقام کا گوشت کھاؤں اور لوگوں کو ردی کھلاؤں۔“ یہ کہہ کر پیالہ اٹھوا دیا اور خشک روٹی دسر کے سے پیٹ کو آسودہ کر لیا۔ (سیرت عمر ص ۶۰)

## یہ گھی کیسا ہے؟

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ جنہا نے گھی منگوایا اور آپ کے کھانے میں بھی پیش کیا پوچھا کہ یہ گھی کیسا ہے؟ بیوی نے جواب دیا: میں نے اپنے پیسوں سے منگوایا ہے آپ اسے کھائیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں قحط ختم ہونے سے پہلے اسے کچھ نہیں سکتا۔“ (سیرت عمر رضی اللہ عنہ)

## فیصلہ آپ خود کریں:

ایک طرف نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی ہے کہ ایام قحط میں کہیں سے روٹی آگئی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے شاہی دسترخوان پر ایک بدو کو ساتھ بٹھا کر کھانے لگے۔ بات چیت کے دوران اس بدو نے کہا کہ اتنے دن سے گھی تیل کھانے کو نہ ملا اور نہ کسی کھانے والے کو دیکھا۔ بدو کی بات کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر اتنا اثر ہوا کہ آپ نے اسی وقت عہد کر لیا کہ جب تک عام لوگوں کو یہ چیزیں نہ ملنے لگیں انہیں زبان پر نہیں رکھوں گا۔ کبھی خادم بازار سے گھی لے آتا تو ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اگر میں اسے کھاؤں گا تو رعایا کی تنگ دستی اور فاقہ کشی کا اندازہ کیسے کر سکوں گا۔“ پھر اس کو تمام لوگوں میں تقسیم کرا دیا۔ اس قحط کے موقع پر آپ نے خوراک کا اس طرح انتظام کیا کہ دس ہزار افراد مدینہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور چالیس ہزار افراد جو پہنچ نہ سکتے تھے ان کو کھانا بھجوا دیا جاتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گھر میں کھانا چھوڑ دیا کہ کہیں کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہ گزرنے پائے کہ امیر المؤمنین خود تو اچھا کھانا کھاتے ہیں اور ہمارے لیے لنگر کا انتظام کر دیا ہے۔ یہی وہ طرز عمل تھا جس نے رعایا کے اندر اعتماد کی فضا پیدا کر دی تھی۔ رعایا کو اس کا احساس ہو گیا کہ ہمارا امیر المؤمنین ہمارے غم میں برابر کا شریک ہے اور اسی احساس کے تحت نہایت پامردی و استقلال کے ساتھ انہوں نے مصیبتوں کا مقابلہ کیا۔ نہ کہیں ملک میں بغاوت ہوئی نہ کہیں شورش و بنگاہ ہو۔ مومنوں کی



# مولانا محمد یوسف (چنیاں طے) رحمہ اللہ

تحریر: جناب مولانا محمد یوسف انور

۸ دسمبر کی شام ہمارے درمیان سے وہ شخص اٹھا لیا گیا جس کی روشن شخصیت سلف صالحین کا نمونہ تھی۔ میری مراد حضرت مولانا حافظ محمد یوسف چونیان والے ہیں جو ۹۰ برس کی قابل رشک زندگی گزار کر اپنے رب کے حضور پہنچ گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔

اگلے روز صبح ۹ بجے ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا حافظ مسعود عالم رحمہ اللہ نے پڑھائی جس میں علماء و صلحاء دینی مدارس کے اساتذہ کرام و طلبہ اور تجارتی حلقوں سے ہماری تعداد میں علامۃ الناس شریک ہوئے۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ تقسیم ملک کے موقع پر ریاست فرید کوٹ سے ہجرت کر کے چونیان ضلع قصور میں آباد ہوئے جہاں ان کی کرپانہ کی تھوک دکان تھی جو کاروباری طور پر بڑی شہرت رکھتی تھی۔ علمائے کرام کے بیٹھے اٹھنے کا بھی یہ ایک اہم مقام تھا۔ حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی جب یہاں تشریف لاتے تو ان کا قیام و طعام بھی یہیں ہوتا۔ حافظ صاحب کی یہ دکان سیاسیات کا بھی مرکز تھی۔ کیونکہ حافظ صاحب کی ذات گرامی دینی و دنیوی مسائل اور سیاسی معاملات و مشاورتوں کے لیے ایک مینارہ نور تھی۔ ختم نبوت کی تحریکوں اور تحریک نظام مصطفیٰ میں حافظ صاحب نے بھر پور کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھائیں۔ حضرت مولانا عین الدین لکھنوی کا حلقہ انتخاب بھی یہی علاقہ تھا۔ حافظ صاحب مولانا مرحوم کے بہت بڑے سپورٹر تھے جن کی سیاسی بصیرت و فراست اور بھاگ دوڑ مولانا لکھنوی کی کامیابی میں نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ مولانا لکھنوی کا مرکزی انتخابی دفتر بھی حافظ صاحب کی زیر نگرانی قائم تھا۔

حافظ صاحب مہینے میں ایک دو بار سودا سلف خریدنے کے لیے فیصل آباد گول بازار کرپانہ میں آتے تو میرے والد علیہ الرحمۃ سے ملاقات ضرور کرتے۔ دونوں میں نہایت ایمان افروز گفتگو رہتی۔ ۱۹۸۰ء میں حافظ صاحب اہل و عیال سمیت فیصل آباد منتقل ہو گئے۔ یہاں ابتدا میں گول بازار کرپانہ کی پچھلی جانب دکان بنائی اور بعد ازاں غلامنڈی بیرون جھنگ بازار میں فیصل ٹریڈرز کے نام سے تھوک کا کاروبار کر رہے تھے۔ تجارت میں امانت و دیانت اور صدق

وچائی ہی کے اثرات تھے کہ ان کی ترقی پذیر دکانداری ایک مثال بن چکی ہے۔ حافظ صاحب ایک طرف کامیاب تاجر تھے تو دوسری طرف مسلکی دعوت و ارشاد کے لحاظ سے بھی علم و عرفان کا حسین امتزاج تھے۔ ان کے پاس بیٹھے، اٹھنے سے ان کی دلنشین گفتگو سننے سے عمل و کردار سنوارنے کی ترغیب ملتی۔ انہیں اکثر احادیث مبارکہ کی عربی عبارتیں از بر تھیں جن کی خوبصورت تلاوت اور محبت بھرے حافظ صاحب کے طرز تکلم سے دنیا کی رعنائی و زینوں کا عارضی پن نکھر کر سامنے آتا اور آخرت کی فکر کی طرف طبعیتیں مائل ہو جاتیں۔ بقول شاعر۔

آوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے  
عشق کے درد مند کا طرز کلام اور ہے

حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اعلیٰ ترین خوبیوں اور اوصاف حمیدہ سے آراستہ تھے رسول کریم ﷺ کی اتباع و اطاعت ان کا نصب العین تھا وہ باجماعت نماز ادا کرنے کا سفر و حضر میں اہتمام کرنے کے دلدادہ تھے۔ نوافل کی ادائیگی ان کا معمول تھا، ان کی زبان ذکر الہی سے تر رہا کرتی تھی۔ جب وہ دین کی مٹھی میٹھی باتیں کرتے تو گویا منہ سے پھول جھڑتے اور ایک طرح کا اطمینان قلب حاصل ہوتا۔ بائیس ۲۲ برسوں سے وہ اپنی با صفا اہلیہ کے ہمراہ رمضان المبارک حرمین شریفین میں گزارتے، عید الفطر کے بعد شوال کے روزے رکھتے اور واپس وطن لوٹتے۔

برطانیہ کے دوسرے بڑے شہر برمنگھم میں سالہا سال سے وہاں کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام سالانہ کانفرنس منعقد ہوتی ہے جس میں حرمین کے ائمہ کرام اور عالم اسلام کے بلند پایہ علماء اور راہنماؤں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ ۱۹۸۳ء میں ہمارے مرحوم دوست مولانا محمود احمد میر پوری کی دعوت پر حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اور ان سطور کا راقم بھی کانفرنس میں شمولیت کے لیے برطانیہ گئے۔ قاری عبد الحفیظ رحمہ اللہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ قریباً ڈیڑھ ماہ تک ہمارا وہاں قیام رہا اس دوران لندن مانچسٹر، بریڈ فورڈ اور ایسٹر وغیرہ کے کمیونٹی سنٹروں میں تبلیغی پروگرام رہے، ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم بھی ہفتہ عشرہ تک ان پروگراموں میں خطاب

کرتے رہے۔ واپسی براستہ جدہ اور پھر حج کی سعادت کے بعد پاکستان آنا ہوا۔ اس طویل سفر کے دوران ہم دیکھتے کہ حافظ صاحب اپنے آرام پر رفقاء کے آرام اور سہولتوں کو ترجیح دیتے۔ حافظ صاحب کی مؤثر خطابت اور وعظ و بیان میں اسلاف کی سی حکمت و دانش دیکھنے نہیں آتی۔ وہ طویل القامت، مضبوط جسم و جان مگر منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ انہیں پر مغز باتیں کرنے اور سلیقہ و طریقے سے وعظ و تذکیر میں کمال درجے کا ملکہ حاصل تھا۔ صاف ستھرے لباس اور دینی عادات و اطوار میں بھی انہیں ایک امتیاز حاصل تھا۔ حق بات کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ یا مہمانت نہ برتتے بلکہ برملا اس کا اظہار کرتے۔ بقول علامہ اقبال۔

ہو حلقہ یاروں تو ابریشم کی طرح نرم

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حافظ صاحب نے بچوں کے رشتے کرنے میں دینی اقدار و تعلیمات کو ترجیح دی۔ چنانچہ شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم رحمہ اللہ ان کے بڑے داماد ہیں۔ ڈاکٹر قاری طاہر محمود رحمہ اللہ صدر مدرس جامعہ سلفیہ اسلام آباد بھی ان کے داماد ہیں۔ عزیزم محمد یوسف فاضل جامعہ سلفیہ بھی ان کے چھوٹے داماد ہیں۔ ان کے بڑے بیٹے عبداللہ صاحب کے گھر مولانا محمد شریف اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی ہے مجھے وہ چھوٹے بھائیوں کی طرح سمجھتے ہوئے شفقانہ پیار و محبت دیتے، ہماری خوشیاں اور غمیاں ایک مدت مدید سے ایک رہیں۔ میرے والدین کی صالحیت اور زہد و تقویٰ کی تعریفیں کرنے، علماء کے ساتھ ان کے روابط اور میزبانی کی بڑی قدر کرتے، اسی نسبت سے وہ مجھے بھی چھوٹا ہونے کے باوجود عزت و تکریم دیتے تھے۔

۴ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ وہ شروع دن سے وابستہ تھے، مسلک اہل حدیث کی تبلیغ و اشاعت اور فروغ کا بڑا درد رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ہر حال میں تنظیمی و تبلیغی اور اصلاحی و فلاحی امور میں رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ حسانت قبول و منظور فرمائے اور ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں مقام و مرتبہ مرحمت فرمائے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر انتہائی درج ذیل رباعی زبان پر آگئی۔

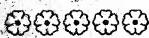
کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں  
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں  
بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کہاں  
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

یہ ان کی اعلیٰ ظرفیت تھی کہ اپنے ہر محسن کا ذکر کیا۔ اپنے بچوں کو خصوصاً تمامہ کو ان کا تعارف کروایا اور ان کے لیے حسن سلوک کی تلقین کی۔

حضرت قاری صاحب نے بیماری کے شدید ترین ایام بھی انتہائی صبر و ثبات سے کاٹے۔ دیکھنے والوں پر جدائی کے آثار ہو رہے تھے۔ مگر اللہ کا یہ نیک بندہ ایسے مطمئن نظر آ رہا تھا جیسے کسی سفر پر روانہ ہونے سے پہلے تمام تیاری مکمل کرنے والا مسافر مطمئن ہوتا ہے۔ شاید انہیں اپنے سفر آخرت کا یقین ہو چکا تھا۔ ان کے اس اطمینان پر میرا یقین اس وقت اور پختہ ہوا جب محترم مولانا قاری حنیف ربانی صاحب نے نماز جنازہ کی ابھی نیت ہی باندھی تھی کہ مقتدیوں کی سسکیاں گونجنے لگیں۔ اور بڑے بڑے نامور خطباء، فضلاء، قراء اور حفاظ بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر اپنے اس عظیم دوست ساتھی اور بھائی کے بلندی درجات کیلئے دست بہ دعا تھے۔ علماء کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں نے مجھے یقین کی حد تک اس گمان تک پہنچا دیا کہ اللہ نے واقعی اپنے بندے کی خدمات کو قبول کر لیا ہے۔

اسی رات نماز عشاء کے بعد ہم نے اپنے دوست اور بھائی کو منوں مٹی کی چادر اوڑھا کر رحمت باری کے سپرد کر دیا۔ یوں تو سب نے ہی جانا ہے آج وہ چلے گئے تو کل ہماری باری ہے۔ ہم سب اپنی اپنی باری کے منتظر بیٹھے ہیں۔ مگر اس بات کا صدمہ ضرور ہے کہ میں ان کی اس طرح خدمت نہیں کر سکا جس طرح مجھے کرنا چاہیے تھی۔ میں نے اس بات کا شکوہ ان سے کیا بھی کہ آپ نے طبیعت کی اس قدر خرابی کا مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تو ہنس کر کہنے لگے کہ تم مصروف آدمی ہو میں نے تمہیں تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا، یہ سن کر میری آنکھیں بے اختیار چھلک پڑیں اور عرض کیا کہ یہ آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ بہر حال میں ذاتی طور پر سب سے ملتے ہوں کہ قاری صاحب کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے اپنے انداز میں اپنے رب سے ضرور دعا کیجیے گا۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ



# مولانا عبدالحفیظ طیب کا انتقال پر ملال

حریر جناب محمد ابرار ظہیر

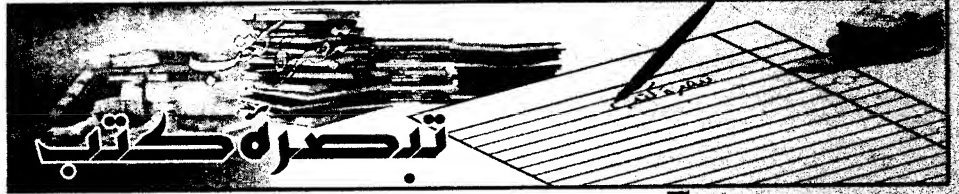
ہر کوشش میں محترم قاری صاحب کی زبردست ہمت افزائی نے مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔ وہ خود بھی اپنے تعلیمی سلسلے کو مسلسل جاری رکھے ہوئے تھے۔ درس نظامی وفاق المدارس، فاضل عربی، طب و الجراحت میں سند فضیلت اور نہ جانے کون کون سی ڈگریاں ان کی محنت کا نشان بن کر میرے بھتیجے تمامہ عبدالحفیظ طیب کے لئے مشعل راہ ہوئی۔ ان شاء اللہ

قاری عبدالحفیظ طیب رحمہ اللہ نے بڑی خودداری والی زندگی گزاری ہے اپنی عزت پر حرف نہیں آنے دیا۔ بطور امام۔ مدرس یا خطیب کسی نے ان کے بارے میں کوئی ایسی ویسی بات کی تو قاری صاحب نے اپنی نوکری کی پروا کئے بغیر اس کو فوری جواب دیا۔ بلکہ کئی بار تو نوکری سے ہی جواب دے دیا۔ آپ کی خطابت کا سفر جامع مسجد توحید ربانی فرید ناؤن (المعروف پھر والی) گوجرانوالہ سے شروع ہوا اور عجیب اتفاق کہ علم و عمل کا یہ چراغ شاہین آباد اور ڈسکہ میں اپنی آب و تاب دکھا کر واپس اسی مسجد میں آ کر بجھ گیا۔ فاناللہ واناالیہ راجعون۔

حضرت قاری صاحب نے اپنی بیماری میں کسی بھی قسم کے تعاون کرنے والے ہر ساتھی کو یاد رکھا اور اس کے لئے ڈھیروں دعائیں دیتے رہے۔ میری آخری ملاقات میں جہاں اپنے بھائیوں (محترم محمد یوسف صاحب، محمد یعقوب صاحب، محمد اقبال صاحب اور محمد آصف صاحب) کی اپنے اوپر شفقت اور مہربانی کا ذکر کرتے وہاں اپنی اہلیہ اور بچوں کی تیمارداری میں دلجمعی پر ان کے شکر گزار نظر آتے۔ حکیم عبدالرحمان عثمانی صاحب نے ان کے علاج کے لئے ڈاکٹر تک کو گھر پہنچانے کا انتظام کیا تھا ان کے لئے دست و عا بلند کرتے رہے، مولانا میاں عبدالمعظم ظہیر اپنے وقت کی قربانی دے کر انہیں کبھی حکیم صاحب کے مطب تک لے جاتے رہے ان کے احسان کو بھی یاد کر کے ان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

۱۴ دسمبر ۲۰۱۳ء کی دوپہر کو میرے ایک بڑے ہی پیارے دوست، میرے بھائی، میرے محسن و مربی حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ طیب اس دنیائے فانی کو چھوڑ گئے۔ آپ گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان کے بھائیوں اور اولاد نے علاج معالجہ میں اور ہم جیسے ان کے دوستوں نے دعاؤں کی کوئی کسر تو نہ چھوڑی تھی، مگر آخر کار سب کو اللہ کے فیصلے پر سر جھکانا ہی پڑا۔ اناللہ واناالیہ راجعون

قارئین محترم! علماء کا دنیا سے اٹھ جانا اور اتنی مختصر سی مدت میں چلے جانا نہ بھولنے والا سانحہ ہے اور جہاں حضرت قاری عبدالحفیظ طیب جیسے محسن، مربی اور اعلیٰ اخلاق بہترین صفات کے حامل نوجوان علماء کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑے تو اس طرح کے سانحات بھولنے والے نہیں ہوتے۔ حضرت قاری عبدالحفیظ طیب نے زندگی کی محض ۳۶ بہاریں دیکھی تھیں۔ مگر ان ۳۶ میں سے کم و بیش ۲۶ بہاروں میں انہوں نے اللہ کے دین کی تبلیغ کی۔ میرا ان سے پہلا رابطہ جامع مسجد قبا الہمدیث کالج روڈ گوجرانوالہ میں ہوا جہاں بطور مدرس و امام ان کی تقرری ہوئی اور میں اس مسجد کا نمازی تھا۔ میٹرک کا طالب علم تھا۔ مجھے فرمانے لگے کہ جو سبق پڑھ کر آتے ہو مجھے بھی بتا دیا کرو۔ اسی طرح میں انہیں روزانہ کی بنیاد پر سبق سناتا میری دہرائی ہو جاتی اور وہ اسے ذہن میں بٹھا لیتے یوں انہوں نے میٹرک کا امتحان دیا اور کامیاب ہو گئے۔ میٹرک کے بعد انہوں نے مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے الشیخ علامہ ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر کر دیا اور مجھے جامعہ اسلامیہ جیسے (گوجرانوالہ میں ام المدارس) ادارے میں الشیخ مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ، شیخ الادب الشیخ قاری محمد متقی خان بھوجپانی رحمہ اللہ، الشیخ حافظ محمد عباس انجم رحمہ اللہ، الشیخ پروفیسر قاری محمد سعید کلروی اور دیگر نابذ روزگار ہستیوں سے کسب فیض کا موقع ملا۔ حصول تعلیم کی



ابوسلمان صاحب نے اپنی اس کتاب میں ۱۳۷ اکابرین علم و ادب کے نام (۲۷۲) مکاتیب جمع کیے ہیں۔ دوسرے نمبر پر مولانا محمد یوسف جعفری رنجور ہیں۔ تیسرے نمبر پر علامہ سید سلیمان ندوی ہیں۔ اور چوتھے نمبر پر مولانا محی الدین احمد قصوری ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے مکاتیب مختلف علوم کا بیش بہا ذخیرہ ہیں مختلف موضوعات علوم دینیات تاریخ و سیر اور انشاء وغیرہ سے متعلق ان کے وسیع مطالعے اور غور و فکر کے نتائج کے مظہر ہیں۔

اگست ۱۹۳۸ء میں مولانا محی الدین احمد قصوری رحمہ اللہ نے مولانا آزاد کو ایک خط لکھا جس میں غالباً یہ دریافت کیا گیا تھا کہ بعض احادیث میں ملتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے لیے جمعہ کا دن رکھا۔ یہود نے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار کو اپنے لیے خاص کیا۔ مولانا ابوالکلام جواب میں لکھتے ہیں:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... الخ۔ بہ ظاہر شہادتین کا اختصار ہے۔ احادیث سے جو کلمہ ثابت ہے وہ شہادتین ہی ہے۔ غالباً اسی عہد میں یہ جملہ بہ طور خلاصہ شہادتین کے مستعمل شروع ہو گیا تھا۔ حدیث میں ”يَوْمَهُمْ“ سے مراد دن کا تعین نہیں بلکہ نفس تعطیل کا یعنی تعطیل کے دن انہیں حکم دیا گیا تھا جس سے وہ گمراہ ہو گئے اور بہت کی رعایت کھودی۔“ (مکتوب نمبر ۲۱۵)

ڈاکٹر صاحب نے اسی مکتوب پر حسب ذیل حاشیہ لکھا: ”یہ جواب مولوی محی الدین احمد کے خط کی پشت پر لکھ کر بھیج دیا گیا۔ پہلا سوال جواب سے واضح ہے۔ سوال صحیح کی ایک حدیث کے متعلق تھا جو کتاب الجمعہ میں آئی ہے یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے“ ہاں انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی پھر یہ ان کا دن تھا جو ان پر فرض کیا گیا تھا جب انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور اللہ نے ہمیں اس کی ہدایت کی پس وہ لوگ اس میں ہمارے بعد ہیں۔ یہود کل اور نصاریٰ کل کے بعد مطلب یہ ہے کہ جمعہ ہمارا دن ہے اس کے بعد یہود کا ہفتہ یعنی سبت اور اس کے بعد نصاریٰ کا اتوار۔“ (صفحہ ۵۳۴)

مکاتیب ابوالکلام آزاد بیش بہا علمی و ادبی اور معلوماتی ذخیرہ ہے اور قابل مطالعہ ہے۔ ڈاکٹر ابوسلمان صاحب کا یہ کارنامہ لائق صد تحسین ہے کہ انہوں نے اہل علم کو ایک بہترین علمی و ادبی تحفہ پیش کیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے کہ وہ یہ علمی تحفہ پانچ جلدوں میں مکمل کر کے اہل علم کی نذر کر سکیں۔

اس پر اخیر تک قائم رہے۔  
مولانا ابوالکلام آزاد بلاشبہ عبقری تھے اور نادر روزگار شخصیت کے مالک تھے اور ایسے گونا گوں اوصاف و محاسن ایک وجود میں بہت کم جمع ہوتے ہیں۔ انہوں نے زندگی کے اتنے دائروں میں انتہائی بلند مقام حاصل کیا جس کا حصر مشکل ہے۔ اور ان میں کسی ایک دائرے میں ایسی بلندی حاصل کر لینا بڑے سے بڑے انسان کے لیے دائمی فخر کا سامان ہو سکتا ہے۔

”مکاتیب ابوالکلام آزاد“ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری صاحب نے مرتب کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ بلند پایہ ادیب نقاد مصنف اور معلم ہیں اور حقیقی معنوں میں مولانا ابوالکلام آزاد کے علمی و ادبی وارث ہیں۔

جناب بشیر انصاری مدیر اعلیٰ مفت روزہ ”اہل حدیث“ نے اپنی کتاب مشاہیر کے خطوط میں لکھا ہے کہ  
”مولانا غلام رسول مہر کے بعد ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری مولانا ابوالکلام آزاد پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔“

مولانا ابوالکلام آزاد نابغہ روزگار شخصیت تھے ان کی مقبولیت و شہرت صرف برصغیر ہی میں نہیں بلکہ عالم اسلام میں بھی وہ ایک روشن ستارہ کی طرح دکھائے جاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے مولانا آزاد کے تعارف اور ان کے علمی و ادبی اور سیاسی خدمات کو برصغیر پاک و ہند کے لوگوں میں متعارف کروایا۔ مولانا کے افکار و نظریات سے بذریعہ تصانیف و مقالات اور مضامین کے روشناس کروایا۔ مولانا آزاد کے نام پر اکیڑی قائم کر کے خود بھی کتابیں لکھیں اور دوسرے اہل علم و اہل قلم کی کتابیں شائع کیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب کا یہ عظیم علمی و ادبی کارنامہ ہے۔

خطوط نویسی کا رواج زمانہ قدیم سے ہے۔ قدیم ترین مطبوعہ خط جو اس وقت ملا ہے وہ قرآن مجید کی سورۃ النمل آیت ۳۰/۳۱ میں نقل ہوا ہے۔ یہ ایک سطر خط سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اہل سبا کو لکھا تھا۔

﴿أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَيَّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ﴾  
”تم لوگ میرے مقابلے میں تبر نہ کرو اور مطیع ہو کر میرے حضور چلے آؤ۔“

اس کے بعد ملکہ سبیدنا سلیمان علیہ السلام کے دار الخلافہ میں حاضر ہوئیں اور ان کی خدمت میں تحائف پیش کیے۔ ڈاکٹر

نام کتاب: مکاتیب ابوالکلام آزاد (جلد اول)

مرتبہ: ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری

صفحات: 675 قیمت: درج نہیں

ناشر: مولانا ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کراچی

ملنے کا پتہ: مکتبہ رشیدیہ بالمقابل مسجد اردو بازار کراچی

تبرہ نگار: عبدالرشید عراقی

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے علم و فضل کے اعتبار سے جامع الکملات اور جامع الصفات تھے۔ وہ بلند پایہ مفسر محدث مؤرخ محقق دانشور ادیب نقاد مدیر مفکر صحافی مصنف خطیب فقیہ اور سیاستدان تھے۔ مولانا ظفر علی خان ان کے علمی بحار کے بارے میں فرماتے ہیں۔

جہاں اجتہاد میں سلف کی راہ گم ہو گئی

ہے چھ کو اس میں جستجو تو پوچھ ابوالکلام سے

مولانا ابوالکلام آزاد فلسفیانہ فکر مجتہدانہ دماغ اور

مجاہدانہ جوش رکھتے تھے۔ وہ سحر طراز ادیب اور منفرد حیثیت

کے نثر نگار تھے۔ مولانا حسرت موہانی فرماتے ہیں۔

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر

لظم حسرت میں کچھ مزا نہ رہا

خطابت میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ صحافت

میں بھی اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ۱۳ سال کی عمر میں

صحافت کے میدان میں قدم رکھا کئی رسائل و جرائد کے مدیر

و نائب مدیر رہے۔ آخر اپنا مفت روزہ ”الہلال“ اور ”البلال“

جاری کیا۔ الہلال صحیح معنوں میں ہماری سیاسی صحافتی اور

ادبی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوا۔ الہلال درحقیقت اپنی

ذات میں ایک مستقل تحریک تھا۔ جس نے طوفان حوادث

میں اسلامیان عالم اور بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں کو

ناخدا کی کافر فیضہ انجام دیا۔ الہلال نے ہندوستانی مسلمانوں

میں ایک عظیم انقلاب پیدا کیا۔ الہلال کو عوام و خواص اور علمی

و ادبی دنیا میں مقبولیت حاصل ہوئی اس کی مثال برصغیر کی

تاریخ میں نہیں ملتی۔ مولانا محمد علی جوہر فرماتے ہیں:

”میں نے لیڈی ابوالکلام کی نثر اقبل کی شاعری سے سیکھی۔“

مولانا ابوالکلام آزاد عظیم سیاسی رہنما تھے۔ آپ

ابتداء سے لے کر تادم وفات کا گھر ہی میں شامل رہے۔

مولانا آزاد ابتداء ہی سے ہندوستان کی آزادی کے علمبردار

رہے۔ سیاست میں انہوں نے اپنے لیے جو راہ متعین کی



# سنہری تقریب کا آنکھوں دیکھا حال

جناب قاری محمد اقبال عبدالعزیز

استقبالیہ کلمات میں تمام معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس امرچر نہایت خوشی کا اظہار کیا کہ چودھری عبدالوحید ایسے وزیر ہیں جو دینی مدارس سے پورا دینی علم بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا: اقتدار کے ایوانوں میں دینی اور عصری علوم سے آراستہ ایسی شخصیات کا وجود ملک و قوم کے لیے نہایت خوش آئند ہے۔ انہوں نے کہا: چودھری صاحب پنجاب اسمبلی میں اہل حدیث مکتب فکر کی نمائندگی کرتے ہیں اور بطور وزیر اپنے فرائض نہایت ایمان داری اور محنت سے انجام دیتے ہیں۔

مرزا الطاف صاحب کو دعوت خطاب دی گئی تو انہوں نے انتہائی اختصار کے ساتھ مہمان گرامی کے لیے خیر مقدمی کلمات کہے۔ پاکستان سے تشریف لائے ہوئے مہمان میاں محمود عباس (ناظم اعلیٰ پنجاب) نے اپنے خطاب میں کئی ایک دلچسپ باتیں کیں۔ انہوں نے بعض لطائف بھی سنائے جن سے محفل کشت زعفران بن گئی۔ انہوں نے بتایا کہ چودھری عبدالوحید میرے گہرے دوستوں میں سے ہیں۔ الیکشن کے دوران ہم دونوں نے مل کر مخالفین کی غنڈہ گردی کا مقابلہ کیا۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر پر آئے تو حاضرین تقریب نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ چودھری صاحب نے کہا کہ میں اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں حکیم عبدالرحیم اشرف کے قائم کردہ ادارے جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد میں زیر تعلیم رہا ہوں۔ پھر اس کے بعد میں نے جامعہ سلفیہ میں داخلہ لے لیا۔ وہاں وفاق المدارس کا پورا انصاف پڑھا۔ انہوں نے کہا کہ سیاست میں میرا کوئی سفارشی نہیں، نہ ہی کوئی میرا خاندانی اثر و رسوخ ہے۔ شاید میں ان چند سیاستدانوں میں سے ہوں کہ جس کے پورے خاندان میں سے کبھی کسی نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ میرا کوئی سیاسی گروپ یا بلاک بھی نہیں ہے۔ میاں شہباز شریف صاحب نے مجھے میرٹ پے کابینہ میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور پنجاب کی جیلوں کا انتظام میرے سپرد کیا تو میں نے سب سے پہلے قیدیوں کی اخلاقی اصلاح کی طرف توجہ دی۔ بہت سے حقیر حضرات نے تعاون کیا۔ سب سے پہلے میاں شہباز صاحب نے جیلوں کی اصلاح کے لیے چار کروڑ روپے فراہم کیے۔ پھر سوسائٹی کے دیگر طبقات نے بھی بھرپور تعاون کیا۔ میرے پاس اچھی خاصی رقم جمع ہوگئی جس سے میں نے جیلوں میں متعدد لائبریریاں قائم کیں۔ ان لائبریریوں میں عصری اور دینی علوم کے علاوہ تاریخ

آج کا دن ہمارے لیے خوشی کا دن تھا کیونکہ آج ایک معزز مہمان دار السلام کے وزٹ کے لیے تشریف لا رہے تھے۔ یہ محترم مہمان جن کے لیے ہمارے دلوں میں بے حد عزت و تکریم ہے وزیر جیل خانہ جات پنجاب جناب چودھری عبدالوحید آرائیں صاحب تھے۔ انہیں ریاض میں پاکستانی کیونٹی کے چند معززین نے دورہ سعودی عرب کی دعوت دی تھی جسے انہوں نے ازراہ کرام قبول فرمایا۔ آج ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث سعودی عرب کی قیادت نے ان کے اعزاز میں ریاض کے ایک ہوٹل میں دعوت ظہرانہ کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔ چودھری صاحب نے دار السلام کا تفصیلی دورہ کیا اور تمام شعبہ جات کی کارکردگی کا دقت نظر سے جائزہ لیا۔ دار السلام کے عملے سے مل کر وہ بہت خوش ہوئے اور ان کے کام کی تعریف کی۔

نماز ظہر کی اداہنگی کے بعد شہر کے معززین بڑی تعداد میں اس پروقار اور شاندار تقریب میں شرکت کے لیے جوق در جوق ہوٹل کے وسیع ہال میں پہنچ رہے تھے۔ شہر کی قریب تمام سیاسی جماعتوں کی قیادت یہاں ایک چیمٹ کے نیچے جمع ہو رہی تھی۔ تاجر حضرات، ڈاکٹرز، پروفیسرز، علمائے کرام، یونیورسٹیوں کے طلبہ اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے بہت سے معززین رونق محفل تھے۔

سٹیج سیکرٹری قاری محمد اقبال نے خوبصورت حمدیہ اشعار کے ساتھ پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ اس تقریب کے مہمان خصوصی چودھری صاحب موصوف ہوں گے۔ انہیں سٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی۔ وہ تشریف فرما ہو چکے تو مولانا عبدالمالک مجاہد امیر جمعیت اہل حدیث سعودی عرب کو کرسی صدارت سنبھالنے کی گزارش کی گئی۔ مرزا الطاف صاحب صدر پاکستان مسلم لیگ ن کو بھی سٹیج پر خاص مہمان کی حیثیت سے دعوت دی گئی۔ رانا محمد افضل ایم پی اے جو سیالکوٹ کے علاقے سے پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں انہیں بھی سٹیج پر رونق افروز ہونے کی دعوت دی گئی۔ اسی طرح بحرین سے تشریف لانے والے معزز مہمان رانا محمد اشرف کو بھی سٹیج پر جلوہ افروز ہونے کے لیے کہا گیا۔ شرکاء نے تقریب میں عالم اسلام کی نامور شخصیت ڈاکٹر ذاکر نایک کے صاحب زادے فارق اور معروف اسلامی اسکالر اور داعی خاتون ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے فرزند ارجمند ہشام بھی شامل تھے۔

محفل کا باقاعدہ آغاز قاری شمس الاسلام کی تلاوت سے ہوا۔ صدر تقریب عبدالمالک مجاہد صاحب نے اپنے

دیرت پر بہت سی کتب قیدیوں کے مطالعے کے لیے مہیا کیں۔ میں نے پنجاب کی جیلوں میں چھ قسم کے ٹیکنیکل کورسز شروع کیے تاکہ یہ قیدی جب رہا ہو کر معاشرے کا حصہ بنیں تو مفید اور کارآمد افراد بن کر نکلیں۔ قیدیوں نے ان کورسز میں گہری دل چسپی لی اور ایک بڑی تعداد نے ان کورسز میں داخلہ لے لیا۔ ایک اہم کام ہم نے یہ کیا کہ ایسے قیدی جو اپنی قیدی کی میعاد پوری کرنے کے بعد محض جرماتوں کی عدم اداہنگی کے باعث جیل کی مشقتیں برداشت کر رہے تھے، انہیں ہم نے جرماتے ادا کر کے رہا کر دیا۔ اس طرح سینکڑوں قیدیوں کو رہائی مل گئی۔ انہوں نے کہا: جیلوں میں قیدیوں کو ٹیلیفون کی سہولت فراہم کرنے کے لیے جیل کے عملے کی طرف سے ہماری رشوت وصول کی جاتی تھی حتیٰ کہ اس کام کا ٹھیکہ ایک کروڑ روپے تک میں دیا جاتا تھا۔ ہم نے جیلوں میں مختلف مقامات پر ٹیلیفون بوتھ قائم کیے تاکہ قیدیوں کو گھر والوں سے رابطہ کرنے میں سہولت اور آسانی رہے۔

انہوں نے کہا: جمیلیں بحرین کے لیے پناہ گاہیں بن چکی تھیں وہ اندر بیٹھ کر قتل کی واروا تھیں کرواتے تھے اور اڈا کے ڈلو اتے تھے۔ ہم نے اس صورت حال کو بھی بڑی حد تک کنٹرول کیا اور جیلوں میں موجود بڑے بڑے رسہ گیروں کو اس کام سے روکا۔ اس میں بھی اللہ کے فضل سے ہمیں بڑی کامیابیاں ملیں۔ ایک کام ہم نے یہ بھی کیا کہ جن قیدیوں کی سزا دس سال سے زیادہ تھی ان کے لیے ہم نے فیملی رومز تعمیر کروائے تاکہ وہ ہر تین ماہ میں تین دن اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ان کمروں میں رہ سکیں۔ یہ ہمارے اسی معاشرے کا حصہ تھے۔ انہیں جب بچوں کے ساتھ رہنے کی سہولت میسر ہوئی تو ان کے جذبات و کردار پر اس کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ ہم علمائے کرام اور داعی حضرات کو جیلوں میں لے کر گئے۔ وہاں قیدیوں کے سامنے ان کے بیکرز کروائے۔

چودھری صاحب نے اپنی تقریر کے دوران ہال میں موجود علمائے کرام کو دعوت دی کہ وہ جب بھی پاکستان آئیں تو ان سے رابطہ فرمائیں تاکہ جیلوں میں ان کے دروس رکھوائے جاسکیں۔ ہماری کوشش ہے کہ بھولے اور بھٹکے ہوئے افراد کے لیے جمیلیں درس گاہیں اور اصلاح کے مراکز بن جائیں تاکہ جب وہ اپنے جرم کی سزا پوری کر کے واپس جائیں تو ہر مند اور صالح افراد بن کر جائیں۔ چودھری صاحب کی تقریر کو بے حد پسند کیا گیا اور تمام حاضرین نے ان کے لیے عمدہ جذبات کا اظہار کیا۔ ان کے لیے مزید کامیابیوں اور کامرانیوں کی دعا کی گئی۔

وزیر موصوف نے اپنی تقریر کے آخری حصے میں دار السلام کے لیے نہایت عمدہ تاثرات کا اظہار کیا۔

## وفاق المدارس السلفیہ کے زیر اہتمام تربیتی ورکشاپ قابل تحسین عمل ہے

دینی مدارس معیار تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔ وفاق المدارس کی کابینہ سے امیر محترم کا خطاب دینی مدارس تعلیم و تربیت کے مراکز ہیں۔ ان سے کسی کو خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں پڑھنے اور پڑھانے والے لوگ محبت وطن ہیں۔ اہل مدارس کو چاہیے کہ وہ تعلیمی معیار کو بہتر بنائیں۔ تعلیم کے ساتھ تربیت پر توجہ دیں۔ ان خیالات کا اظہار علامہ پروفیسر ساجد میر نے وفاق المدارس السلفیہ کے اجلاس سے کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ پنجاب حکومت دینی مدارس اور مساجد کی رجسٹریشن کو آسان اور سہل بنائے اور سابقہ نظام بحال کرے۔ تاکہ نئے تعمیر ہونے والی مساجد اور مدارس سرکاری ریکارڈز میں شامل ہوں۔ موجودہ نظام اور طریقہ انتہائی مشکل اور پیچیدہ ہے۔ جس کے تحت کوئی ادارہ رجسٹرڈ نہیں ہو سکتا۔ حکومت پنجاب کا یہ قدم غیر مناسب ہے۔ اسے تبدیل کرنا چاہیے۔ اجلاس میں وفاق المدارس کے تحت منعقد ہونے والے امتحانات پر شاندار انتظامات کرنے پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ خاص کر پرچوں کی محفوظ اور بروقت ترسیل کو سراہا گیا۔ امتحانی مراکز اور نگران عمل کی تعیناتی اور ایسی طرح پرچوں کی مارکنگ میں شفافیت اور غیر جانبداری پر امتحانی کمیٹی کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

اجلاس میں آئندہ امتحانی سوالات میں تبدیلی کا فیصلہ کیا گیا۔ جس کی رو سے اب 70 فیصد تفصیلی اور 30 فیصد مختصر اور دس فیصد معروضی سوالات ہونگے۔ ماڈل سوالات سے تمام مدارس کو آگاہ کیا جائے گا۔ تاکہ آئندہ امتحانات میں اس کی روشنی میں تیاری کرائی جاسکے۔ پیڑن کی تبدیلی سے نصاب متاثر نہیں ہوگا۔ اجلاس میں نگران اور نگران اعلیٰ اور پرچوں کی مارکنگ کے لیے حق الخدمت میں اضافہ کیا گیا۔ جبکہ وفاق المدارس کے تمام مراحل کی فیسوں میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس کی تفصیل سے مدارس کو آگاہ کیا جا رہا ہے۔

اجلاس میں عالیہ کے سال اول اور سال دوم کے الگ الگ امتحانات کے انعقاد کا اصولی فیصلہ کیا گیا جس کے لیے نصاب مرتب کر دیا گیا ہے اور تمام مدارس کو جلد ارسال کر دیا جائے گا۔ جس کا اطلاق آئندہ سال سے ہوگا۔ اجلاس میں وفاق المدارس سے ملحق مدارس کے اساتذہ کی تربیت کو قابل تحسین عمل قرار دیا گیا اور امید کی گئی کہ اس سے تعلیمی معیار بہتر ہوگا۔ تمام مدارس اس ورکشاپ میں اساتذہ کی شرکت کو یقینی بنائیں۔ اجلاس کے تمام شرکاء کو ”تعلیم اس اور اسلام“ کتاب دی گئی اور بتایا گیا کہ یہ کتاب تمام مکاتب فکر کے علماء کی کاوشوں سے مرتب ہوئی ہے۔ اتحاد تنظیمات مدارس کے قائدین نے اس کی خواندگی کی ہے اور اسے نصاب کے لیے بہتر پایا۔ یہ کتاب آئندہ سال ثانویہ عامہ کے نصاب میں شامل ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ جس کی عملی تربیت ورکشاپ میں دی جائے گی۔ (نشر و اشاعت۔ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان)

### امیر پنجاب کی گوجرانوالہ آمد

گوجرانوالہ (۲۹ دسمبر) محترم پروفیسر حافظ عبدالستار حامد امیر پنجاب ایک روزہ دورے پر گوجرانوالہ تشریف لائے، انہوں نے استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم کی صاحبزادی کی تقریب نکاح میں شرکت کے علاوہ حافظ عبدالشکور شیخ پوری کی، ہمیشہ اور قاری غلام مصطفیٰ صاحب کی والدہ محترمہ کے انتقال پر ان سے اظہار تعزیت کیا۔ نیز مرکزی جمعیت اہلحدیث شی کے دفتر میں مرکزی نائب ناظم مولانا محمد صادق عتیق، امیر سٹی پروفیسر سعید کلیدی، ناظم اعلیٰ صاحبزادہ حافظ عمران عریف سے ملاقات میں جماعت کی تعمیر و ترقی کے لئے مؤثر کردار ادا کرنے کی ترغیب دلائی۔

منجانب: محمد ابرار ظہیر (سیکرٹری اطلاعات پنجاب)

گانڈھی نے بھی اپنے حکمرانوں کو مشورہ دیا تھا کہ ہمارے حکمرانوں کو سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ کے نمونہ کو سامنے رکھنا چاہیے۔ (روزنامہ دعوت، دہلی، جولائی ۱۹۶۶ء)



### جلسہ اسلامیہ 1921ء

قادیان ہند جو مرزا قادیانی کا لجا دماوی ہے اب بھی ان کا مرکز ہے۔ فاتح قادیان نے حالات کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور مرزائیت کے زور کو ختم کرنے کے لیے قادیان میں اسلامی جلسہ کی طرح ڈالی۔

### مرزائیت کا مرکز..... ان کا اپنا نظام

مولانا کا جلسہ کرنا اس دور میں دل گردہ کا کام تھا مولانا کس قدر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھتے تھے پھر آپ نے پڑھا کہ اس کے جو اثرات و ثمرات مرتب ہوئے ان سب کا ثواب شیخ الاسلام فاتح قادیان امام المسلمین مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہی اس کے محرک اور بانی تھے۔“

اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور دیگر علماء اسلام پر رحمت فرمائے جنہوں نے اس فتنہ کی سرکوبی میں مرکزی کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے کام کرنے کی ہمت دے۔ آمین!



### تقریریں قسط

دعائیں قبول ہوئیں اور رحمت الہی کا نزول ہوا اور لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

یہ وہی عمر بیٹھا ہے جن کا جذبہ دینی سیاست و حکمت اور تدبیر تاریخی حقائق ہیں، قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں جن کے عزائم سے مگر اکر چور چور ہو گئیں۔ ان کا یہ حال ہے کہ ایام قسط میں بھوک کی وجہ سے چہرہ زرد ہو گیا حتیٰ کہ جن لوگوں نے آپ کو پہلے دیکھا تھا وہ آپ کو اس قسط زدہ زمانہ میں دیکھ کر کہتے تھے کہ اللہ خیر کرے! اگر یہ قسط کچھ دنوں ایسے ہی رہا تو عمر بیٹھا کا زندہ رہنا محال ہو جائے گا۔ (سیدنا عمر بیٹھا کے سنہری اصول)

اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھیے کہ ہمارے حکمران غیر ملکی دوروں پر کروڑوں خرچ کر دیتے ہیں جن کے کتے بھی خالص دودھ اور گوشت کھاتے ہیں۔ جن کے گھوڑے اعلیٰ قسم کے سیب کھاتے ہیں اور عوام بے چارے بھوکے مر رہے ہیں۔ ہمارے وزیر قسط زدہ علاقوں کا دورہ کرتے ہیں وہاں مچھلی اور تیز شیر کی دعوتیں اڑا کر واپس آ جاتے ہیں۔ بچے خوراک کی کمی کی وجہ سے بلک بلک کر مر رہے ہیں اور ہم نے سب اچھا کی رٹ لگا رکھی ہے۔ اس صورت حال میں ہمارے حکمرانوں کو خلفائے راشدین کی زندگی کو نمونہ بنانا چاہیے جن کے متعلق ہندوستان کے

### الاسلام ڈائری 2015ء

الحمد للہ الاسلام ڈائری 2015ء بائینڈنگ کے مرحلہ میں ہے احباب جماعت اپنے آرڈرز جلد بھجوائیں تاکہ ڈائری دفتر آنے پر جلد ان کی خدمت میں ارسال کی جاسکے۔

عام قیمت ڈائری

محلہ ”الاسلام“ کے ادارے میں

رابطہ: ادارہ الاسلام ڈائری دفتر ہفت روزہ اہل حدیث چوک اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 0300-4478611

042-37720257 - 055-4443265

Waqayyahadith@yahoo.com

# اخبار الجماعۃ

## شہداء کا اوکاڑہ میں غائبانہ نماز جنازہ اور احتجاجی جلسہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث اوکاڑہ شہر کے زیر اہتمام سانحہ پشاور کے شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ جامع مسجد قاضی محمد رمضان میں ادا کی گئی جس میں شہر بھر سے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد کئی باغ چوک میں ایک بڑا احتجاجی جلسہ عام بھی منعقد ہوا جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اہل حدیث یوتھ فورس کے علاوہ دیگر جماعتوں کے قائدین اور کارکنان نے بھی بھرپور شرکت کی شہرکے جلسہ نے جماعت کے پرچم احتجاجی کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے اور حالیہ دہشت گردی کی مذمت میں زبردست جوش و جذبہ نظر آ رہا تھا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث اوکاڑہ شہر کے منتخب امیر محمد طاہر شیخ نے کہا کہ معصوم شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ پھول جیسے معصوم اور بے گناہ بچوں پر جس ظلم و بربریت کا ارتکاب کیا گیا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

احتجاجی جلسہ سے ڈاکٹر زبیر الدین عابد حافظ عبدالحکیم مولانا محمد اسماعیل بلوچ، عمر فاروق لکھوی ناظم شہر قاری عبدالقویٰ ابتسام الہی صدیقی اور حافظ خلیل الرحمن مجاہد نے بھی خطاب کیا۔

## سانحہ پشاور کی مذمت

ایبٹ آباد (انہس خلیل سے) اسلام بے گناہ انسان کے قتل کی اجازت نہیں دیتا دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ایبٹ آباد کے نونائب ناظم مولانا سردار اورنگزیب نے گلیات نامنبر کے ایڈیٹر کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت نے ہمیشہ پاکستان میں امن کی بات کی ہے اور پاکستان میں دہشت گردی کی مذمت کی ہے۔

## جاپور میں شہداء پشاور کی غائبانہ نماز جنازہ

گورنمنٹ ہائی سکول جاپور کے گراؤنڈ میں مولانا محمد یونس صاحب راسی کی اقتدا میں شہداء پشاور کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ سچ صاحبان انتظامیہ کے جملہ افسران سیاسی زعماء اور تمام طبقہ فکر کے ہزاروں افراد شریک جنازہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ شہداء کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور زمینوں کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین! پسندیدہ گانا اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! منجانب: قاری محمد عیسیٰ یزدانی، ناظم نشر و اشاعت جاپور

## وزیر آباد میں غائبانہ نماز جنازہ

مؤرخہ 17 دسمبر 2014ء کو کثرت گراؤنڈ نظام آباد وزیر آباد میں معصوم شہداء کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے بزرگ رہنما علامہ محمد یعقوب سیالکوٹی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اہل علاقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ حاجی محمد شفیق کھوکھر۔ ناظم جامعہ فاروقیہ وزیر آباد

## سانحہ پشاور

مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل جہانیاں کے صدر چوہدری حبیب اللہ بھٹی مولانا عبد الرحمن سلفی ناظم نے اپنے مشترکہ بیان میں سانحہ پشاور کو پاکستان کی تاریخ کا سنگین واقعہ قرار دیا۔ اور کہا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم متحد ہو جائے۔ جماعت کے کارکنان نے شہداء کی مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔ دعا گو: شفیق الرحمن

جنرل سیکرٹری AYF چک 136 دس۔ آر جہانیاں

## پھانسی کی سزا کا احیاء خوش آئند ہے

ایبٹ آباد (سردار نذاریاتی) پھانسی کے قانون پر عمل درآمد کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ شرعی قانون کے نفاذ سے امن ممکن ہے۔ اگر پھانسی کے قانون پر پابندی نہ ہوتی تو پاکستان آج امن کا گہوارا ہوتا اور پشاور جیسا سانحہ نہ ہوتا۔ ان خیالات کا اظہار مولانا سرفراز خان فاروقی نے جماعت کے ہفتہ وار اجلاس سے خطاب کے دوران کیا۔ اجلاس میں ایبٹ آباد کے ذمہ داران بھی موجود تھے۔ اجلاس میں سانحہ پشاور کی قرارداد مذمت بھی منظور کی گئی۔

## سیرت النبیؐ کا نفرنس

12 جنوری بعد نماز عشاء بمقام 7 چک فیصل آباد۔ مقررین سید سبطین شاہ نقوی پروفیسر عبدالرزاق ساجد۔ منجانب: رفیق الرحمن ساجد خطیب مسجد بذا تبلیغی کانفرنس

13 نومبر 2014ء بروز جمعرات مرکزی جمعیت اہل حدیث A.Y.F. رکتھن بنگلہ کے زیر اہتمام شان آل محمد و اصحاب محمد کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا صادق رحمانی آف سمندری اور مولانا عبد الشکور ظہیر آف چوک اعظمیہ نے خطابات کیے۔ حضرت حافظ عبد العزیز ربانی نے صدارت فرمائی۔ منجانب: قاری بلال شاذان نائب صدر AYF تحصیل عارفوالہ

## درخواست و معافی

جامعہ اسلامیہ اہل حدیث گلشن آباد گوجرانوالہ کے استاذ شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام زہد کے والد محترم دل کی تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ سنی گوجرانوالہ کے ناظم مالیات عبدالرحمن عظیم کے بڑے بھائی کئی دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ مدیر اعلیٰ مفت روزہ ”اہل حدیث“ جناب بشیر انصاری کے بڑے بھائی حاجی محمد الدین سلفی ہفتہ عشرہ سے علالت کی وجہ سے جناح ہسپتال گوجرانوالہ میں زیر علاج ہیں۔ جملہ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان مریضوں کی صحت کا ملۂ عاجلہ اور نافعہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے شفاء عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

## ماہانہ درس قرآن

دارالعلوم تقویۃ الاسلام ”مدرسہ غزنویہ“ میں ہر ماہ کے تیسرے سوموار کے روز بعد نماز مغرب درس قرآن ہوتا ہے۔ اس بار پر وگرام 19 جنوری 2015ء بروز سوموار بعد نماز مغرب ہوگا اور مولانا حافظ محمد یونس بٹ صاحب لاہور خطاب فرمائیں گے۔ عورتوں کے لیے پردے کا باقاعدہ انتظام ہوتا ہے۔

الداعی الی الخیر: سید چندی غزنوی

مہتمم دارالعلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ

۶۔ شیش محل روڈ لاہور 042-37112045

## شان مصطفیٰ کا نفرنس

جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث قذافی پورہ حافظ آباد میں ۸ جنوری 2015ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء شان مصطفیٰ کانفرنس زیر صدارت مولانا قاری اعجاز احمد منعقد ہوگی۔ مقررین مولانا سرفراز حیدر جوہر آباد قاری محمد زبیر قاضی خطیب فیصل آباد۔ منجانب: مرکزی جمعیت اہل حدیث والحمد للہ یوتھ فورس قذافی پورہ حافظ آباد

## ضرورت رشتہ

شیخ فیملی کی نیک سیرت خوبصورت عمر 26 برس تعلیم ایم اے اردو کے لیے ہم پلہ تعلیم یافتہ شیخ فیملی سے برسر روزگار سرکاری ملازم یا کاروباری لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ کنبہ فیملی کے دولہ کے تعلیم ایم اے ایم ایس سی ایک سرکاری ملازم/دوسرا اپنا کاروبار کرتا ہے کے لیے ہم پلہ کنبہ فیملی سے خوبصورت خوب سیرت کم از کم تعلیم ایم اے یا ایم ایس سی حامل لڑکیوں کا رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: حافظ محمد زکریا 0333/0300-4992195



### درخواست دعائے صحت

☆ ضلع قصور کے ناظم حافظ حسن محمود کیر پوری ایک تنظیمی دورے سے واپسی پر حادثے کا شکار ہو گئے۔ ان کے ماتھے اور ناک پر زخم آئے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چٹوکی کے ناظم عبدالباری ذوق اور ناظم مالیات شیخ محمد فاروق بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان کو اندرونی چوٹیں آئیں۔ ان کی گاڑی کو کافی نقصان پہنچا۔ احباب جماعت سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

منجانب: قاری عبدالباقی اعوان ناظم چٹوکی شہر

### درس قرآن

☆ بتاریخ 7 جنوری 2014ء بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد علی مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ پورہ گلی نمبر 6 ریلوے اسٹیشن گجرات میں مولانا عبدالسیح آثم درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔

منجانب: (مولانا) ابوبکر صدیق خطیب جامع مسجد ہذا

### ضرورت مدرس

☆ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قریب گاؤں میں نئی تعمیر شدہ مسجد کے لیے قرآن وحدیث کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے 'مدرس دامام' کی ضرورت ہے صبح وشام درس قرآن وحدیث ترجمہ و تاخرہ کلاس اور بوقت ضرورت خطبہ جمعہ بھی دے سکے۔

معتول مشاہیرہ دیا جائے گا۔

رابطہ: حافظ حامد رحمان

0322-6262492 - 0333-4493175

### اٹلیب رتھیزیت

☆ 15 دسمبر کو مرکزی جامع مسجد بلال اہل حدیث بلال ٹاؤن سوئی گیس روڈ گوجرانوالہ کے ایک تفریقی اجلاس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنما مولانا قاری عبدالحفیظ طیب (تحصیل کاموگی) کی وفات پر گہرے حزن و ملال کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم کی بلندی درجات اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

منجانب: ڈاکٹر عبدالشکور آرائیں۔ بلال ٹاؤن گوجرانوالہ

☆ گزشتہ دنوں ASF کے سابق سیکرٹری جنرل انجینئر محمد عبدالحفیظ ہجرامی کی ممانی وفات پا گئیں اور جامعہ فاروقیہ نظام آباد وزیر آباد میں مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

(آمین!) شریک غم: حاجی محمد شفیق کھوکھر۔ ناظم جامعہ ہذا

### ضرورت رشتہ

☆ حافظ قرآن باشرع اہل حدیث مغل خاندان کے نوجوان برسر روزگار کے لیے ہم پلدرشتہ درکار ہے۔ فیصل آباد و گردونواح کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: 0321-7862212

### انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ گزشتہ دنوں محمد اکرم توحیدی محمد انور توحیدی رکن مجلس شوریٰ ضلع سیالکوٹ کی خالہ جان انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ میں احباب جماعت و اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی دنیاوی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے! لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!

دعا گو: ڈاکٹر عبدالسیح، ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

☆ قاری محمد زاہد محمود خطیب جامع مسجد شہریاں کی نانی جان گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور نیک خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی خطاؤں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین!

دعا گو: ڈاکٹر عبدالسیح، ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ



15 سال سے اللہ کے مہمانوں کی خدمت میں مصروف عمل

عمارت عظیمہ  
ماسٹر پلان  
مہمانوں کی خدمت میں مصروف عمل

نوٹ

اکانومی پیکیج کے ساتھ ساتھ 3-4-5 سٹارز پیکیج بھی دستیاب ہیں۔

حج و عمرہ سہروسر نمبر 13407

زنگرانی  
لاٹا شاعر اسلام سبانی  
نذیر سراج احمد  
0323-4315701

فانس سیکریٹری  
ابو عبد اللہ  
علامہ شیخ خادم  
ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ القرآن والدین  
0336-4236117

چیف ایگزیکٹو  
حج و عمرہ سہروسر  
O.T. منیجر  
0300-4619256  
0321-4619256

ہیڈ فانس 60-A ماڈرن کالونی، پیکورڈ، نزد امتیاز ہائی سکول، کوٹ لکھپت۔ لاہور  
فون 042-35943765 فیکس 042-35943766

E-mail: astawana.hajj@yahoo.com

## اہل حدیث کانفرنس جام پور

مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور کی سالانہ عظیم الشان اہل حدیث کانفرنس بتاریخ ۱۳ اپریل بروز ہفتہ اتوار جامعہ محمدیہ اہل حدیث جام پور میں منعقد ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ! جید و معروف علمائے کرام و خطبائے عظام تشریف لائیں گے۔ قرب و جوار کے احباب مطلع رہیں اور اپنے اپنے پروگرام رکھتے وقت مذکورہ تاریخوں کو مد نظر رکھیں۔

منجانب: محمد اسماعیل ساجد خادم جامعہ محمدیہ اہل حدیث جام پور

باحقہ ماشاء اللہ باقیتوم

## محمدی ویزہ کنسلٹنٹس

قانونی طریقہ سے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں تبلیغی دورہ یا سیر و تفریح کے لیے جانے والے خواتین و حضرات ویزہ کی مکمل رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

زیر نگرانی شاعر اسلام مولانا سبجانی  
ذخیر احمد

آف لاہور  
رابطہ نمبر: 0301-8446829

ویزہ کنسلٹنٹ شیخ سیف الرحمن

Email: muhammadvisaservice@gmail.com

## جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

## گولڈن

مکمل ایمپلی فائر  
خود تیار کردہ  
دستیاب ہیں۔

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

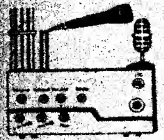
ایمپورٹڈ U.P.S

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارن، سینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739  
055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ



## الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل  
ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

محمد ذیشان ربانی  
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت پر پرائیمری ایم اکرام مغل (پریسٹ)

## سپر سار

0333-8294645

055-4237974

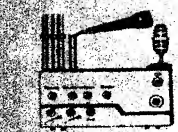
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارن، سینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah  
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیمر محمد عثمان

## الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرائیمری ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو ایفائیڈ ملکینک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

# منہاج الاسلام الحریث ثانیہ والاشرک

## خطا حرم

2015 جنوری

# خالص

انا حضرت مولانا محمد عظیم رضا صاحب مدظلہ العالی

مفتی اعظم پاکستان

## ابو طلحہ شفاء اللہ شاہ

0300-9679796



عظیم الشان  
خطبات  
جمعہ  
المبک  
بلسہ ماہ ربیع الاول  
2014  
2015

26 دسمبر کا خطبہ جمعہ

2 جنوری کا خطبہ جمعہ

9 جنوری کا خطبہ جمعہ

16 جنوری کا خطبہ جمعہ

نام محمد

ولادت موصطفیٰ

وفات ابی

فضائل موصطفیٰ

محمد نیک شاکر  
قاری  
0306-6363680

جامع مسجد  
رحمت  
الحمد بک کالونی  
لدھڑ  
لاہور  
کینٹ

سٹار موویز  
فیصل آباد ڈاڈا انوار کوٹ  
0300  
4320127

شعیب اسلامک  
سی ڈی سنٹر لاہور  
0321  
7507019

سبحان سی ڈی سنٹر  
لاہور  
0300  
9485610

اسدی سی ڈی سنٹر  
لاہور  
0333  
4910343

ذیہ زیروں تو بیسٹو اشتیاق بولے کیلئے تشریف لائیں  
عاصم پریم سنگھ پریس  
0321 0332 0302 4596975  
0345-4519179  
asimgraphic@gmail.com

### نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء واضح کرتا ہے کہ ایک وقت میں مرض ہمیشہ ایک عضو نہیں کے غلیوں میں ہوتا ہے باقی اعضاء ریسہ کے خلیات میں اُسکے اثرات ہوتے ہیں۔ علاج بھی اُسی بیمار عضو کا ہونا چاہیے کامیاب علاج کیلئے بیک وقت تین طریقے اپنانے ہوتے ہیں پہلا یہ کہ علاج بالادہ پیر کیا جائے یعنی جسمانی اور نفسیاتی طور پر مناسب ماحول مہیا کیا جائے دوسرا یہ کہ موافق غذا سے بیمار عضو ریکس کی نشوونما کی جائے۔ تیسرا یہ کہ موافق مفردات، مرکبات سے بیمار عضو ریکس کی حالت تسکین کو حالت تحریک میں لا کر صحت بحال کی جائے چنانچہ اسی طریق پر درج ذیل 15 روزہ کورس تیار کیے ہیں ان سے شفاء کاملہ و عاجلہ ہوگی انشاء اللہ۔

میرالہی پس منظر یہ ہے کہ فاضل الطب والجرأت مستند رجبہ اول ہوں 12 ایوارڈ اور 1 گولڈ میڈل لے چکا ہوں طبیہ کالج کا سابقہ لیچرار ہوں مختلف دوا ساز اداروں کا ناظم اعلیٰ اور مختلف اجتماعات پر بطور حکیم بے شمار مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ میرے تیار کردہ طبی کورسز میں کوئی نشہ آور کوئی زہریلی کوئی ایلو پیتھک دوائی نہیں ہے۔

جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروائیں۔ ہمارے 15 روزہ کورس درج ذیل ہیں

اعضا کا پھٹنا	تھری	شوگر	گلنگرین	بے اولادی	کمر درد	دبلاہن	بیمہ پائٹس
کالی کھانسی	سسل لبول	اولاد زینہ	بواسیر	وج المعامل	ھج و کزاز	بال سفید ہونا	استقاء
چکی	سوکرا	بول بتری	خونی پیشاب	تھر المعامل	مہرے مل جانا	بال چر	کمی ہارمونز
آٹوں کے زخم	چنبل	بولنا بند ہونا	امراض مردانہ	گھیسٹھا	الرجی	بال گرنا	بیمہ فلیا
سکڑھنی	موٹاپا	تھیلی بول	امراض زنانہ	نقرس	برص	گنچاپن	کمی حیوانات
خروج الاعضاء	ادجائی	پراسٹٹ گلیڈوز	اٹھرا	عرق النساء	رولیاں	کمی خون	عنات

میزان بینک ٹائٹل عبدالکریم بھٹی  
سیونگ اکاؤنٹ نمبر  
7001 0101053034  
ٹیلی نار، ایزی پیسہ  
ٹائٹل عبدالکریم بھٹی  
اکاؤنٹ نمبر  
0313-75451197

نورنگہ

شیخ لاہور  
قائد لاہور  
حضرت  
امیر  
محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمّد امیر  
مرکزی  
جمعیت اہل حدیث لاہور

جملہ مسائل فقہ و فرائض  
 حرمہ الزانی  
 قاضی عبدالکافی  
 صاحب  
 حفظہ اللہ

● مرکزِ مینہ اَلْیَحْدَاہِلْسُنْتُ پکا برج لاہور

ایمان افزہ

المبارک

خطِیرِ خاتم

9

2015

جنوبی کا

آپ بے اور ایمان بڑھا پے

فقہیت المثل

سلطان اعظمین  
 مخدوم اعظمین  
 خطیب پاکستان  
 داعی کتاب سنت  
 شیر پنجاب  
 مولانا محمد  
 صاحب  
 گزیر  
 مولانا

ارشاد فرمایند کہ

اجاب کیسے کہانے کا  
انتظام ہوگا

خواہن کیلئے پڑھا  
پیشکش

اخلاصِ اسلام کی پیل ہے شریعت

بقیہ نم 30 جولائی 2014ء کو  
اداکر تھی ساقیوں  
کے دروں کے مظاہر  
وہم ادا میں ہوئی جن  
احبابے دے کے ہیں وہ  
جلد از جلد رقم جمع کروا کر  
سرگودھا کے لوگوں کو

اس کا اعلان ملک کی پانچواں جماعت کی تاریخ پر ملے گا۔ ہے۔ جسے  
میں حاصل کرنے سے پہلے ہی میں اس کی پانچواں جماعت کی تاریخ پر ملے گا۔ ہے۔ جسے  
جو خدائی کی عطا کردہ ہے۔ وہ خداوند کے عطا کردہ ہے۔ جسے  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے 750 ق م میں اپنے پیغمبر کے طور پر اپنی تعلیم  
میں جہاد کا عمل کرتے ہیں جس کی طرف سے کہنا ہے کہ خدائی کی عطا کردہ ہے۔ جسے  
1600ء سے پہلے میں خدائی کی عطا کردہ ہے۔ جسے  
میں خدائی کی عطا کردہ ہے۔ جسے  
میں خدائی کی عطا کردہ ہے۔ جسے  
میں خدائی کی عطا کردہ ہے۔ جسے  
14335374 کاؤنٹر نمبر 10215

الحمد لله رب العالمین کی برہمنی ہوئی تیرا احوال پیش نظر  
 مسیحی محمد رسول اللہ ﷺ مرکز مدینہ انشاد  
 کو سچ کرے جگہ پر لی گئی جسکی رقم 12 لاکھ ہے

نور  
 جمعہ سے پہلے چائے اور  
 انڈول کا انتظام ہوگا  
 جمعہ کے بعد کھانے  
 کا انتظام ہوگا

**عاصم پرنسنگس پریس** محمد زبیر حامد  
 321 0332 0302 4596973 0345 4519179  
 asimggraphics@gmail.com

0301-4990566  
0321-4335698  
0333-4622575



## اظہار تشکر

ہم حالیہ سیلاب کے متاثرہ علاقوں میں بذریعہ  
اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

جناب خلد شاہ علوی  
وائس چیئرمین علوی ٹرسٹ، خوشاب

فنیہ الشیخ ڈاکٹر شاہ محمد علوی  
رئیس العام جامعہ اسلامیہ و چیئرمین علوی ٹرسٹ

رئیس قسم المشاريع الخيرية  
علوی ٹرسٹ، جہلم آباد

قاری حبیب اللہ عثمانی

## دارالسلام ٹرسٹ

محترمہ جناب  
عکاشہ محبت آباد

(ٹیچنگ ڈائریکٹر دارالسلام لاہور)

محترمہ جناب  
حافظہ العظیمہ اسد

(جنرل مینجر دارالسلام لاہور)

محترمہ جناب  
فیصلہ قمر الحمید

(دارالسلام ریاض سعودیہ)

## الایمان ویلفیئر ٹرسٹ

## جمعية الهدى الخيرية

مولانا مبشر احمد صدیقی

(چیئرمین الایمان ٹرسٹ)

جناب مولانا سید عبدالرحمن شاہ

فنانس ڈائریکٹر

و دیگر اداروں نے بڑی گرانقدر خدمات  
انجام دیں ہیں۔ ان کے بے لوث تعاون کا  
شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

## منجانب

حافظ عمران تبسم

صدر اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب

ذاکر الرحمن صدیقی

صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان



## اعلان برائے تعمیر مساجد و ملکہ جات

جامعہ اسلامیہ وطنی ٹرسٹ سابقہ کاوش کے ساتھ اہل حدیثوں کی خدمات میں سرگرم عمل ہے۔ مساجد اور ملکہ جات کے نئے پروگرام کے مطابق ادارہ ہدایتی درخواستیں جمع کر رہا ہے۔ جو فرد اپنی درخواست جمع کروانا چاہتا ہے تو وہ بذریعہ ایمیل فارم منسلکوا سکتا ہے اور فارم پُر کر کے ہدایتی خود جمع کروانے کے بعد نوٹن حاصل کرے۔ یاد رکھیں سابقہ سالوں میں بہت سے افراد نے اپنی درخواستیں جمع کروائی ہیں لیکن ان کے کوآف نئی معطلیات کی مطابق نامکمل ہیں۔ لہذا اپنی درخواستیں نئے فارم کے مطابق جمع کروائیں اور نوٹن حاصل کریں۔ درخواست دہندہ خود تشریف لا کر درخواست جمع کروائے اور نوٹن نمبر پر اپنی فائل کی متابعت یا پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔

### ہمارے پاس 2015ء میں مندرجہ ذیل منصوبہ تیار ہیں گے۔

- ڈیرہ جات کی مساجد 60 افراد کے لیے
- مسجد مع مدرسہ تحفیظ گاؤں یا بستیوں کے لئے
- مراکز اسلامیہ
- نلکا و پمپ، مع اماکن وضوء
- واٹر سپلائی بور (گاؤں بھریا بستی میں پانی کی فراہمی کے لیے پائپوں کے ساتھ)
- 85 سے 100 افراد کی مساجد
- 150 افراد سے اوپر گنجان آبادیوں کے لیے
- چھوٹے بڑے نلکا جات۔
- مدارس تحفیظ (دو کمروں سے تین کمروں پر مشتمل)

یاد رکھیں ادارہ الشاریع کی مختلف کمیٹیاں ہیں۔ جو موقع کا وزٹ کر کے موقع کا جائزہ لیکر درخواست دہندہ کی طلب پر تعین کریں گی کہ آیا موقع پر مطلوبہ منصوبہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اس کمیٹی کی رپورٹ اور ان کی رضامندی پر ضرورت کے مطابق موقع پر مشروع کی تنفیذ کی جائے گی اور بذریعہ ڈاک وصول ہونے والی درخواست پر نوٹن جاری نہیں کیا جائے گا۔ درخواست دہندگان سے اپیل ہے کہ صبر و تحمل کا مظاہر کریں۔ بڑے منصوبہ کی جگہ چھوٹا منصوبہ لگانے سے گریز کریں اور جہاں چھوٹے منصوبہ کی ضرورت ہو وہاں بڑے منصوبہ پر اصرار نہ کریں تاکہ موقع پر ضرورت کے مطابق معیاری منصوبہ لگایا جاسکے۔

فارم وصول کرنے کی تاریخ

10 / 01 / 2015

تا

28 / 02 / 2015

فارم تکملہ کے لیے ای میل ایڈریس

jislamia\_charity  
@Yahoo.com

0336-6060444

فارم جمع کروانے کا ایڈریس

المعبد الشرعی مظفر گڑھ روڈ  
نزد عمر حسن پٹرولیم  
جوہر آباد خوشاب

رئیس ادارہ المشاریع والبرامج الدعویۃ  
آفسرز کالونی، مظفر گڑھ روڈ، جوہر آباد خوشاب  
045-4720004

خالد شاہ محمد علوی

مخبر